

## ایجنڈا

## برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 3۔ جولائی 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سوالات (محکمہ جات ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن)

3۔ توجہ دلائوٹس

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

## حصہ اول

مسودات قانون (جو پیش کئے جائیں گے)

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008

(مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2008)

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2008

(مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2008)

## حصہ دوم

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

## حصہ سوم

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ A-244 کے تحت

قواعد ہذا میں ترامیم کرنے کے لئے تحریک

847

## صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعرات، 3۔ جولائی 2008

(یوم الخمیس، 28۔ جمادی الثانی 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 6 منٹ پر

زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْمَرْمَلُ ۝ فَمِ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نَصَفَهُ ۚ أَوْ أَنْفَضَ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ أَوْ  
زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝ إِنَّ  
نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا  
طَوِيلًا ۝ وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَتَبَّلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ  
وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝

سورہ المزمل۔ آیات 1 تا 9

اے (محمد ﷺ) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو ۝ رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات ۝ (قیام)  
آدھی رات (کیا کرو) ۝ یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو ۝ ہم  
عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے ۝ کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی) کو سخت  
پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے ۝ دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل  
ہوتے ہیں ۝ تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ  
ہو جاؤ ۝ (وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز  
بناؤ ۝

وما علینا الالبلاغ ۝



## نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محترمہ شائلہ رانا صاحبہ نے پیش کی۔  
 جہانِ رنگ و بو میں رحمتوں کی جستجو کر لوں  
 درِ آقا پہ جا کے پوری اپنی آرزو کر لوں  
 وہ صحنِ مسجدِ نبوی، کروں سجدے میں جی بھر کے  
 کھلے روزے کا دروازہ تو خود کو رو برو کر لوں  
 سفرِ طیبہ کا ہو دیوانگی ہو دیدنی میری  
 کبھی چاک گریباں ہو کبھی اس کو رفو کر لوں

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

## نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے پہلے بات کرنے دیں، اس کے بعد آپ بولیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کچھ معزز منتخب ارکان حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں تشریف فرما ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں اور حلف دیں۔ اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر نو منتخب اراکین اسمبلی نے اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر حلف اٹھایا۔)

بعد میں حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے

حلف اٹھانے والے نو منتخب اراکین کے نام:

- |    |                       |           |
|----|-----------------------|-----------|
| 1۔ | جناب قاسم ضیا         | پی۔پی۔59  |
| 2۔ | رانا ثناء اللہ خان    | پی۔پی۔70  |
| 3۔ | جناب قیصر اقبال سندھو | پی۔پی۔99  |
| 4۔ | رانا نسیم احمد خان    | پی۔پی۔124 |
| 5۔ | سید زعیم حسین قادری   | پی۔پی۔154 |

- 6۔ رانا محمد ارشد پی پی-171  
 7۔ جناب کرم دادوہلہ پی پی-219  
 8۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ پی پی-243  
 9۔ مخدوم زادہ سید ہارون احمد سلطان بخاری پی پی-258  
 10۔ میاں فدا حسین پی پی-277

جناب سپیکر: آپ تمام نو منتخب اراکین کو مبارک ہو۔ اب میں تمام معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ خصوصی طور پر آج کے دن ان معزز اراکان کو بولنے کا موقع دیا جائے جو منتخب ہو کر آج ہمارے اس معزایوان کے معزز اراکین بن چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! ہمیں بھی مبارک دینے کا تھوڑا سا موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو مبارک دینے کا موقع بعد میں دے دیا جائے گا، پہلے انہیں بولنے تو دیں۔ آپ کو اگر موقع دے دیا گیا تو پھر ان کے لئے بولنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ ڈھلوں صاحب! تھوڑا سا صبر سے کام لیا کریں۔ آپ کی مہربانی۔ جب میں نے آپ سب کی طرف سے ان کو مبارک دے دی ہے تو اس میں آپ بھی شامل ہیں۔ اب میں floor سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو دے رہا ہوں۔ اس ایوان کے معزز رکن آپ سے مخاطب ہوں۔ جی، سردار صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

#### نو منتخب اراکین اسمبلی کے ایوان سے خطابات

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار تشکر کا موقع دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بے پناہ نوازشات کی ہیں اور میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ آج میں نویں مرتبہ اس ایوان میں حلف اٹھا رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ماضی میں، میں نے اس ہاؤس کی روایات کا سبق اپنے بزرگوں اور بڑوں سے سیکھا، بہت کچھ اپنایا، شاید کچھ کمی بھی رہ گئی ہو۔ میں کوشش کروں گا کہ اس tenure میں آپ سے، اس ہاؤس کے ممبران سے دور حاضر کے بارے میں کچھ سیکھ سکوں اور میری یہ بھی خواہش ہوگی کہ میں نے جو کچھ سیکھا ہے اپنے colleagues تک پہنچاؤں۔ اس ہاؤس کی بڑی شاندار روایت

ہیں جس میں ظاہر ہے سب سے پہلے ہم نے آپ کے منصب کا، آپ کے عہدے کا احترام کرنا ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کا احترام بھی کرنا ہے۔ جماعتی وابستگیاں سب کی ہوتی ہیں اور اپنی اپنی قیادت سے ہر کسی کو محبت اور لگاؤ بھی ہوتا ہے لیکن اس سے ہٹ کر اس ہاؤس کا احترام ہم سب پر لازم ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی سرپرستی اور رہبری میں انشاء اللہ العزیز یہ نیا ہاؤس جو دو اڑھائی ماہ پہلے وجود میں آیا ہے، یہ اپنی آئینی مدت بھی پوری کرے گا اور ان شاندار روایات میں اضافہ کرے گا جو اس ہاؤس میں تاریخی ہیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترم قاسم ضیا صاحب!

جناب قاسم ضیا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج حلف اٹھانے کے بعد سب سے پہلے میں اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی جدوجہد اور سیاسی بصیرت کی وجہ سے آج پاکستان میں جمہوریت آئی اور فوجی دور ختم ہوا۔ میں آج اپنی پارٹی کے شریک چیئرمین جناب آصف علی زرداری کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کا موقع دیا اور ساتھ ہی ساتھ محترم میاں محمد نواز شریف کا اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے متفقہ امیدوار حلقہ پی پی۔59 سے بنایا اور میں اپنے حلقہ پی پی۔59 کے ان غیور عوام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے اپنی نمائندگی کے لئے اس ایوان میں بھیجا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی جو ختم ہوئی، میں اس کا بھی رکن تھا اور آج بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا کہ اس بننے والی اسمبلی میں، میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ فرق اتنا ہے کہ اس وقت ہم اپوزیشن بنچوں پر تھے اور آج حکومتی بنچوں پر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم پر زیادہ بڑی ذمہ داریاں ہیں اور آج اتحادی حکومت کا ہم حصہ ہیں۔ آج میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے مفاہمت کی سیاست کے فروغ کی صرف بات ہی نہیں بلکہ اس کا عملی مظاہرہ کیا اور آج ہم تمام صوبوں بلکہ پنجاب میں بھی اتحادی حکومت کا حصہ ہیں اور میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ گو وفاق میں چند issues کی بنیاد پر نواز لیگ کے وزراء نے ساتھ چھوڑا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے آج بھی پنجاب میں اپنے ان عہدوں سے استعفیٰ نہیں دیا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو اتحاد بنا ہے اس میں ملک کی بقا ہے اور انشاء اللہ یہ اتحاد قائم رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے وہ دن بھی یاد ہیں کیونکہ کھوسہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ انہوں نے جمہوری قدروں کی بات کی، اس August House کے decorum کی اور ہمیں جمہوری قدروں کو آگے بڑھانا ہے۔ مجھے وہ دن یاد ہیں کہ جب ہم اپوزیشن بچوں پر تھے اور پہلی دفعہ ہماری رکنیت کو معطل کر کے ہمیں اسمبلی سے باہر رکھا جاتا تھا۔ ہمیں ان روایات کو بدلنا ہوگا، مجھے امید ہے اور میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آج تک جو اپوزیشن لیڈر کاترر نہیں ہوا مہربانی فرما کر جلدی اس کانٹیکٹیشن کیا جائے کیونکہ جب تک اپوزیشن لیڈر اس August House میں نہیں ہوگا تو تب تک آپ کا یہ ایوان مکمل نظر نہیں آئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنے تمام ساتھیوں سے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمیں جمہوری روایات کو آگے بڑھانا ہے۔۔۔ جناب سپیکر: قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ اگر وہ یہاں کہیں نزدیک تشریف فرما ہیں تو رانائٹ اللہ خان صاحب تھوڑی سی تکلیف کریں کہ آپ کی طرف سے کوئی منسٹر صاحب۔۔۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانائٹ اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ان کے متعلق معلوم کیا ہے تو ان کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ملا۔ (تہقے)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میرے خیال میں ایک محترمہ ادھر تشریف فرما ہیں؟ (اپوزیشن بچوں پر بیٹھی ہوئی محترمہ زوبیہ رباب ملک نے ہاتھ کھڑا کر کے اپنی موجودگی کا اظہار کیا)

جی، قاسم ضیا صاحب!

جناب قاسم ضیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اپوزیشن اور حکومتی بچے دونوں اس ایوان کا حصہ ہیں اور میں اپنے معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ اپوزیشن کے ممبران کی عزت ہونی چاہئے۔ ہم سب کو مل کر اس جمہوریت کو آگے لے کر چلنا ہے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ جب وہ حکومت میں تھے تو بڑے بلند و بانگ دعوے کرتے تھے کہ خزانے بھرے ہوئے ہیں لیکن آج ہماری حکومت کو ورثے میں ملنے والی چیزیں، مہنگائی، بے روزگاری اور لاقانونیت اس بات کی عکاس ہیں کہ ماضی کا دور کیسا تھا؟ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم سب کو مل کر اپنی عوام کے پیسے کو عوام کی فلاح کے لئے استعمال کرنا چاہئے نہ کہ پچھلی حکومت کی طرح ذاتی تشیر کے لئے جو بڑے بڑے adds دیئے جاتے تھے، اس سے ہمیں گریز کرنا چاہئے۔ ہمیں احساس ہے کہ آج کی بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے یہ اتحادی حکومت انشاء اللہ مثبت کام کرے گی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے وزیراعظم نے جو

100 دن کا ایجنڈا دیا تھا انشاء اللہ اس کے پورے ہونے پر عوام کے سامنے یہ بات لائی جائے گی کہ اس میں ہم نے کہاں تک پیشرفت کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انشاء اللہ یہ اتحاد بھی اپنی آئینی مدت پوری کرے گا اور اسمبلی بھی اپنی آئینی مدت پوری کرے گی اور ہم مل کر جو آج مشکلات اور مسائل ہمارے ملک میں ہیں ہم ان کو حل کریں گے۔ میری یہ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جمہوری اداروں کو زیادہ مستحکم کرے، مضبوط کرے اور اپنی آئینی مدت پوری کرنے کی توفیق دے۔ بڑی مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آج۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ فرمانا چاہتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): جی، بالکل فرمانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو۔

جناب سپیکر: میں آپ کا نام لے ہی رہا تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): لیکن مجھے ایسے لگا کہ جیسے آپ میرا نام بھول گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے کہ آپ نے ابھی تک میرا نام لیا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، وزیر قانون پنجاب رانثناء اللہ خان صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس موقع پر میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج اس معزز ایوان کے بطور ممبر کے ہم سے oath لیا۔ میں اس ایوان میں بیٹھے اپنے تمام colleagues کا بے حد ممنون ہوں اور اس کے بعد میں اپنے حلقے کے غیور عوام کا اور اس مرد آہن اور مرد مجاہد کا جس کے ایک firm stand کی وجہ سے آج اس ملک اور اس قوم کو یہ دن نصیب ہوا ہے جس کا نام میاں محمد نواز شریف ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)



میں اپنی پارٹی کے صدر میاں محمد شہباز شریف کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ان کی کاوشوں اور جدوجہد کی وجہ سے اس ملک کو یہ دن نصیب ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں آج نہ صرف اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کو مبارکباد دینا چاہوں گا بلکہ اس ایوان کے درودیوار کو بھی مبارکباد دینا چاہوں گا کہ انہیں صحیح معنوں میں اس ایوان میں بیٹھنے کے اصل حقدار میسر آئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آمریت کی گود میں پلنے والے اور ایجنسیوں کے کندھوں پر سوار ہو کر جو لوگ اس ایوان پر قابض رہے اور یہاں جمہوریت کا راگ الاپتے الاپتے وردی کے حق میں جو لوگ یہاں پر قراردادیں پیش کرتے رہے انہیں 18۔ فروری اور 26۔ جون 2008 کو اس ملک کے عوام نے حرف غلط کی طرح بلکہ میں تو کہوں گا کہ حرف ناجائز کی طرح مٹا دیا۔ اب ان کا دور دور تک نشان نہیں ملتا۔ اس ایوان میں وہ لوگ بیٹھے ہیں جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کے لئے جدوجہد کی ہے، جنہوں نے اس ملک میں rule of law کے لئے جدوجہد کی ہے، جنہوں نے اس ملک میں لوگوں کی محرومیاں ختم کرنے کے لئے جدوجہد کی ہے، جنہوں نے اس ملک کے اسلامی شخص کو آگے بڑھانے کی جدوجہد کی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس مرحلہ پر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی قربانیوں کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ جن کی لازوال قربانی سے اس ملک میں جمہوریت کا سورج طلوع ہوا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس موقع پر میں یہ بات بھی on record لانا چاہوں گا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ جو coalition اس وقت پنجاب اور مرکز میں برسر اقتدار ہے، جیسے میرے بھائی قاسم ضیا صاحب نے کہا کہ وہاں پر P.M.L(N) نے وزارتوں سے استعفیے دے دیئے ہیں میں اپنے بھائی اور اس ایوان میں بیٹھے تمام معزز ممبران جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے معاملات پر بحث و مکھیاں ہوگی کیونکہ یہ اس ایوان کا خاصا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا مقصد اور نصب العین ہے۔ ہم اپنا اظہار رائے بھی کریں گے اور اختلاف رائے بھی کریں گے لیکن وہ جو ایک بنیادی اصول ہے کہ ہم نے اس ملک میں آمریت کو کسی طور پر نہیں پنپنے دینا اور ہم نے جمہوریت کے اس سفر کو کسی طور پر derail نہیں ہونے دینا انشاء اللہ ہم اس مقصد کو ہمیشہ top priority پر رکھیں گے۔ ہم اس جمہوریت کے سفر کو، اس قانون کی حکمرانی کے سفر کو، اس

آئین کی بحالی کے سفر کو، غریب لوگوں کی محرومیوں کو ختم کرنے کے سفر کو ہم کیوں نہ جاری رکھیں گے؟ ہم نے یہ منزل جان پر کھیل کر پائی ہے۔ ہم نے اس کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں اور بے پناہ جدوجہد کی ہے۔ دنیا میں ہر آدمی کو اپنی جان و مال سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہوتی ہے لیکن ایک چیز ان سے بھی عزیز ہوتی ہے اور وہ انسان کی عزت ہوتی ہے۔ ہم اس سفر اور جدوجہد کے وہ سرفروش ہیں کہ ہم نے اس کے لئے نہ اپنی جان کی پروا کی، نہ مال کی پروا کی اور نہ اپنی عزت کی پروا کی اور ہم نے اس جدوجہد کو یہاں تک پہنچایا ہے اور منطقی انجام تک بھی پہنچائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے torture cells سے لے کر اپنے گھر کی چادر اور چار دیواری کے تقدس تک ہر وہ قربانی پیش کی جو اس وقت کے آمر اور اس حکومت نے ہمیں آزمانے کے لئے آزمائی لیکن ہم اپنے سفر سے قطعی طور پر پیچھے نہیں ہٹے اور نہ ہی ہم انشاء اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹیں گے۔ میں یہاں پر یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ ٹھیک ہے جی جمہوریت کو آگے بڑھانا چاہیے، رواداری کو آگے بڑھانا چاہیے۔ جمہوریت بھی آگے بڑھے گی اور رواداری بھی آگے بڑھے گی لیکن وہ لوگ جنہوں نے اس ملک پر ظلم کئے، جنہوں نے اس ملک پر زیادتی کی، جنہوں نے لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جو غیروں کے ساتھ اور غداروں کے ساتھ کیا جاتا ہے، ہم انہیں قانون اور انصاف کے کٹسرے میں ہر قیمت پر لائیں گے، اس پر کسی قسم کا compromise نہیں ہو سکتا۔ میں یہاں یہ بات بھی on record لانا چاہوں گا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ جمہوریت کے اس سفر کے لئے اکٹھے ہیں، اس پر قطعی طور پر کوئی جھول نہیں آئے گی لیکن وہ لوگ جو آمریت کی باقیات ہیں اور آمریت کی ناجائز اولاد اب five star hotels میں میٹنگیں کرتے پھرتے ہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی ان حرکتوں سے قطعی طور پر یہ سفر نہیں رکے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ کسی انتقامی کارروائی میں نہ پڑیں اور ہم سارے معاملات کو دیکھ کر، اور سوچ سمجھ کر انصاف اور قانون کا عمل شروع کریں لیکن اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کی میٹنگیں کر کے اور اس قسم کی حرکتیں کر کے اس سفر کو کھوٹا کریں گے تو وہ بالکل غلطی پر ہیں اور اس کا خمیازہ انہیں ہر قیمت پر بھگتنا پڑے گا کیونکہ انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ انہوں نے نہ صرف اس ملک میں لوگوں پر ظلم اور زیادتی کی بلکہ انہوں نے قانون اور اخلاق کی ان تمام حدوں کو پھلانگ دیا جو اس ایوان کا اور ہماری پنجاب کی روایات کا خاصا تھیں۔ انہوں نے ان کو بھی پیش نظر نہیں رکھا لیکن ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان روایات کو بھی پیش نظر رکھیں گے، قانون کو بھی پیش نظر رکھیں گے لیکن جن لوگوں نے زیادتی کی ہے ہم انہیں

انصاف کے کٹہرے پر ہر قیمت پر لائیں گے۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ جمہوریت کا سفر جاری رہے گا، یہ ایوان اپنی مدت بھی پوری کرے گا اور اس ملک میں انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن آئے گا جس دن اس ملک میں جمہوریت کا بول بالا ہوگا اور آمریت کی جو باقیات اور نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرف غلط کی طرح وہ بھی مٹ جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اس مقدس ایوان کے تمام ممبران جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کوئی نفرت ہے اللہ تعالیٰ اس نفرت کو محبتوں میں تبدیل کر دے۔ اب میں floor سید زعمیم حسین قادری کو دے رہا ہوں۔

سید زعمیم حسین قادری: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ سے اور دیگر ممبران سے حلف لیا۔ میں اپنی قیادت قائد عالم اسلام میاں محمد نواز شریف کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے ضمنی الیکشن میں ٹکٹ دے کر اس مقدس ایوان تک پہنچانے میں مجھ پر مہربانی فرمائی۔ میں بے حد ممنون ہوں شریک چیئر مین پاکستان پیپلز پارٹی جناب آصف علی زرداری کا کہ انہوں نے لاہور اور باقی جگہوں پر coalition partner ہونے کی وجہ سے اپنے candidate ہمارے خلاف کھڑے نہیں کئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں بے حد ممنون ہوں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا اور یہاں بیٹھے ہوئے ان دوستوں کا جنہوں نے آٹھ برس آمریت کے مقابلے میں اپنا خون دے کر جمہوریت کے اس پودے کی آبیاری کی۔ وہ جدوجہد جو پچھلے آٹھ برس سے اس ملک کے سیاسی کارکنوں نے جاری رکھی اس کا رنگ آج اس مقدس ایوان میں واضح طور پر عیاں ہے۔ آج اس ایوان میں جس طرح جمہوریت پسندوں کا ایک بہت بڑا غول تشریف فرما ہے یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پاکستانی قوم نے 18۔ فروری 2008 کے الیکشن اور 26۔ جون 2008 کے ضمنی الیکشن میں آمریت کی پیداوار سیاسی جماعت کو جس طرح سے مسترد کیا انہوں نے یہ بات اپنے ووٹ سے ثابت کر دی کہ پاکستان کی عوام اپنے فیصلے کرنا جانتی ہے۔ وہ رات کے اندھیروں میں چند اقتدار کے شوقین جرنیلوں کے اقتدار کے قبضے کو مسترد کرتی ہے۔ وہ یہ بات واضح طور پر کہنا چاہتی ہے کہ ہم ان چند جرنیلوں کو رات کے اندھیروں میں اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھ کر اپنے بنیادی حقوق اور اپنی قسمتوں کے فیصلے نہیں کرنے دیں گے۔ آج یہ ایوان اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے دو بڑی

سیاسی جماعتوں کی coalition بنا کر پوری دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ پاکستانی قوم ایک مذہب قوم ہے۔ یہ اپنی جمہوریت کو سنبھالنا جانتی ہے اور اسے لے کر چلنا بھی جانتی ہے۔ میں تاریخ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ جب بھی اقتدار پر قبضہ کیا جاتا رہا تو پوری دنیا کو یہ پیغام دیا جاتا تھا کہ پاکستانی قوم جمہوریت کے لائق نہیں، یہ ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ کر جمہوریت کو نقصان پہنچا کرتے ہیں لیکن میں اپنی قیادتوں کی اس سیاسی بصیرت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پوری دنیا میں پاکستان کا وقار بلند کرنے اور اس ملک میں جمہوریت کے پودے کو تقویت پہنچانے کے لئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں ان مظالم کا ذکر کروں گا جو کہ پچھلے آٹھ برسوں میں چند جرنیل اپنے بھاری بوٹوں کے ذریعے اس ملک کے آئین کو مسلتے رہے اور روندتے رہے۔ آج پوری قوم یک زبان ہو کر آمریت کو مسترد کرتی ہے۔ یقیناً یہ ایک لمبا سفر ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ یہ coalition پانچ سال چلے۔ میرے قائد، قائد پاکستان، قائد عالم اسلام میاں محمد نواز شریف کا ججوں کی بجالی کا one point agenda ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

انشاء اللہ ہم اس ایوان کے ذریعے یہ کوشش کریں گے کہ اس ملک میں جو ڈیشری بحال ہو اور کسی آمر، کسی پرویز مشرف، کسی طالع آزما کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ وہ اپنی قلم کی ایک stroke کے ذریعے اس ملک کی جو ڈیشری کو گھر بھیج دے۔ اس ایوان کے ذمے صرف قانون سازی نہیں بلکہ آج اس ایوان کے ذمے جو سب سے بڑا کام ہے وہ جمہوریت کی حفاظت ہے۔ میں ہر معزز رکن سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ جمہوریت کی حفاظت کے لئے اپنی اپنی سیاسی جماعت کے نظریے کی حفاظت کے لئے اپنی تمام تر قوتوں کو بروئے کار لا کر اور اپنے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر یہ کوشش کرے کہ اس ملک میں جمہوریت کو تقویت پہنچے۔ میں انہی الفاظ سے آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب قیصر اقبال سندھو!

جناب قیصر اقبال سندھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد جناب آصف علی زرداری، پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنا امیدوار میرے حق میں دستبردار کر کے مجھے کامیابی کا موقع دیا۔ میں 22 ہزار

ووٹوں کی lead سے جیتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ coalition government کامیاب ہو۔ میں انشاء اللہ اس ہاؤس کی روایات کا پاس کروں گا اور اس ملک و صوبے کی حفاظت کے لئے بھی ہر دم کوشاں رہوں گا۔

جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ سپیکر صاحب میرا نام بھول گئے ہیں۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے اس وقت ایک تاریخی خطاب کیا تھا جس وقت اس ملک میں coup تھا۔ اس وقت سے پنجاب کے لوگوں کے دلوں میں رانا صاحب کا نام تحریر ہو چکا ہے۔ پھر سپیکر صاحب کیسے آپ کا نام بھولیں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا شمیم صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ کمانڈر صاحب!۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟ چلیں جی اگر وہ نہیں ہیں تو ان کی مرضی۔ جناب کرم داد والہ صاحب!

جناب کرم داد والہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم O جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میں اس موقع پر تحصیل جمانیاں کی عوام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے آزاد حیثیت میں 12 ہزار ووٹوں سے کامیاب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ان کی بہت مہربانی ہے۔ میں مختصر آئیہ کہوں گا کہ اس ضمنی الیکشن کے دوران تحصیل جمانیاں کی عوام سے بہت سارے وعدے کئے گئے ہیں لہذا میں اس ایوان کی وساطت سے ان کو یہ پیغام پہنچانا چاہوں گا کہ تحصیل جمانیاں کی عوام سے جو وعدے کئے گئے ہیں مہربانی کر کے وہ پورے کئے جائیں۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں میرا پہلا tenure ہے۔ میں اس سے پہلے تحصیل ناظم رہا ہوں لہذا میں نے اس ایوان اور اس کے decorum سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ جوں جوں وقت آگے جائے گا انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ اس ایوان کی توقعات پر پورا اتروں۔ بہت شکریہ جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ مخدوم زادہ سید ہارون احمد سلطان صاحب تشریف فرما ہیں؟

ملک جلال الدین ڈھکو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کہاں سے سید بن گئے؟

## پوائنٹ آف آرڈر

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔  
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے یہ ختم کرنے دیں۔ اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔

## صحافی کالونی پر ناجائز قبضہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے صحافی بھائی پریس گیلری سے واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر کوئی کمیٹی بنا کر ان کے پاس بھیجیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس معاملے کو up take کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے صحافی بھائی کہتے ہیں کہ ان کی صحافی کالونی پر کوئی ناجائز قبضہ گروپ قابض ہو رہا ہے اس لئے انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے۔ لہذا میری گزارش ہوگی کہ ریونیو منسٹر اور ساتھ جسے آپ مناسب سمجھیں ان کو ان کے پاس بھیجیں کہ وہ اپنا واک آؤٹ ختم کر کے واپس آجائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر ریونیو، منسٹر ایگریکلچر اور کامران مائیکل صاحب جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ ریونیو منسٹر اور لاہور سے جو دوست تشریف فرما ہیں کامران مائیکل صاحب بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کامران صاحب کا نام لے دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔ یہ چلے جائیں اور ان کو یقین دہانی کرائیں۔

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب بھی ان کے ساتھ جائیں۔ ذرا یہ چاروں حضرات زحمت فرمائیں۔  
مخدوم زادہ سید ہارون احمد سلطان بخاری!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں فدا حسین وٹو!

میاں فدا حسین وٹو: بسم اللہ الرحمن الرحیم O جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور میں اپنی عوام کا بھی مشکور و ممنون ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔277 کی عوام نے میرے ساتھ تعاون کیا اور میاں صاحب نے مجھ پر جو اعتماد کیا وہ اس پر پورا اترے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ رانا محمد ارشد!

رانا محمد ارشد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے تو میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا مشکور ہوں کہ جس کی بدولت مجھے یہ کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد میں قائد جمہوریت میاں محمد نواز شریف، قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ہمارے بزرگ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور جناب آصف علی زرداری کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھ جیسے کارکن کو ٹکٹ دیا۔ میں اپنے حلقہ کے عوام، ضلع شیخوپورہ سے ایک مظلوم ضلع بنا جس کا نام ننگانہ صاحب ہے کے عوام کا بھی مشکور ہوں۔ یہ ضلع ننگانہ صاحب کسی ایک فرد واحد کی وجہ سے create کیا گیا تھا۔ اس میں جو کچھ ہوتا رہا وہ سب نے دیکھا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے پی پی۔171 صفر آباد اور شاہ کوٹ سے بھاری اکثریت سے کامیابی دلوائی۔ میں 13 ہزار سے زائد ووٹ لے کر کامیاب ہوا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 18۔ فروری کے بعد 26۔ جون 2008 کو میاں محمد نواز شریف کے چاہنے والوں نے جو ووٹ دیا ہے یہ پاکستان کی سالمیت کا ووٹ ہے۔ یہ پاکستان کے اندر اسلام کی سربلندی کا ووٹ ہے۔ یہ مشرف کی آمریت، غنڈہ گردی اور اس کی dictation کی مخالفت کا ووٹ تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس پاکستان کے اندر کسی بھی dictator کو دوبارہ آنے کا موقع ہمیں نہیں دینا چاہیے۔ تمام جمہوری پارٹیوں کو مل کر استحکام پاکستان کے لئے اور 16 کروڑ عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے سوچنا ہوگا۔ ہم سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہم سب ارکان پارلیمنٹ کو جو یہاں پر تشریف فرما ہیں اپنا role ادا کرنا ہوگا۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو اس دور میں بھی امریکہ کی dictation کے آگے ڈٹے ہوئے ہیں اور جو پاکستان کی سالمیت چاہتے ہیں، جو 16 کروڑ عوام کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ ہم کسی بھی ریٹائرڈ جرنیل کی dictation کو نہیں مانتے اور میرا اس ہاؤس کی وساطت سے مطالبہ ہے کہ اب مشرف کو ایوان صدر چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر وہ ایوان صدر نہیں چھوڑے گا تو انشاء اللہ ہم سب میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کی قیادت میں اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایوان صدر سے نکال

دیں گے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ اب ہم سب مل کر بے روزگاری، مہنگائی کو کنٹرول کریں گے اور نوجوانوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کریں گے۔ ہر آدمی کا کھویا ہوا مقام حاصل کریں گے۔ مشرف کی آمریت کے 9 سال جن میں عوام کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ رہا ہے اب ہم نے ان کو احساس محرومی سے نکالنا ہے۔ انشاء اللہ، انشاء اللہ ہمیں اللہ تعالیٰ کامیابی سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موقع دے۔ میں میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اللہ حافظ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، خواجہ محمد اسلام!

سیدنا ظم حسین شاہ: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب نے تو آج حلف نہیں اٹھایا۔ اگر آپ ان کو موقع دے رہے ہیں تو پھر کیانی صاحب کو پہلے موقع دیں کیونکہ وہ کافی دیر سے بات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب نے بات کرنے کے لئے مجھے چٹ بھیجی ہے۔ کیانی صاحب کو موقع دیں گے۔ میرے پاس کیانی صاحب، ڈھلوں صاحب، افتخار احمد بلوچ صاحب اور چنیوٹی صاحب کی چٹ ہے۔ میرے پاس اس کے علاوہ کسی کی چٹ نہیں ہے۔ بہر حال میں آپ سب کو دو دو منٹ کے لئے موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ تیار رہنا آپ کے لئے بھی خصوصی time ہوگا۔ خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس خوشگوار موقع پر بات کرنے کے لئے وقت دیا۔

سیدنا ظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا آپ کے ساتھ تعلق ہے اور آپ کے والد مرحوم کے ساتھ بھی تعلق تھا۔ ان کے ساتھ بھی ہم اس اسمبلی میں رہے ہیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں، بڑی مہربانی۔ ویسے آپ جہاں پہلے تھے وہاں بڑے اچھے لگ رہے تھے۔ (قمقمے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں

محفل میں اس خیال سے پھر آگیا ہوں میں

شاید مجھے نکال کے بچھتا رہے ہوں آپ



جی، خواجہ محمد اسلام!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس خوشگوار موقع پر مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ اس کے بعد میں رب قدوس کا شکر بجا لاتا ہوں کہ جس کے کرم سے آج اس ایوان میں چند نئے ہیرے آئے ہیں۔ ان پر رب کا بے پایاں کرم ہے۔ ان میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، رانا ثناء اللہ خان صوبائی وزیر قانون، جناب قاسم ضیا، رانا محمد ارشد اور دوسرے جتنے بھی لوگ آج یہاں elect ہو کر بیٹھے ہیں میں ان کو اپنی طرف سے اور تمام ہاؤس کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جتنے ممبران یہاں پر تشریف لائے ہیں ان کی اپنے اپنے علاقوں میں، اپنی اپنی capacity کے مطابق اپنی پارٹیوں کے لئے خدمات اور قربانیاں ہوں گی لیکن میں رانا ثناء اللہ خان کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کے جسم پر تشدد سے جتنے بھی زخم لگے تھے میں ان کا عینی شاہد ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کو پتا نہیں ہے کہ ایک "رانا سانگھا" تھا، جس کو 80 زخم آئے تھے پھر بھی اس نے پروا نہیں کی تھی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں اس کے لئے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہندو، سکھوں اور مسلم راجپوتوں کی history میں تھوڑا فرق ہے۔ میں لاہور کے تھانہ کو توالی کے اس عقوبت خانے کا عینی شاہد ہوں کہ جس میں رانا ثناء اللہ خان کے جسم پر 37 زخم لگائے گئے۔ صرف دو دن بعد میں اس عقوبت خانے میں گیا تو مجھے مر ہٹوں اور منگولوں کا وہ وقت یاد آ گیا تھا کہ جب اس وقت کے شہنشاہ کو اٹھانے کے لئے بھوکے شیروں کے سامنے لوگوں کو ڈالا جاتا تھا اور پھر ان کی جینھنوں کی آواز سے وہ شہنشاہ اٹھتے تھے۔ ایسے ہی اُس وقت کے ارباب اقتدار نے ایک صحیح اور حق کی آواز کو بند کرنے کی کوشش کی تھی تو میں اس پر رانا ثناء اللہ خان کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں پاکستان اور خصوصاً پنجاب کے عوام کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنہوں نے پنجاب کی largest party پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی لازوال قربانیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان دونوں پارٹیوں کے دوستوں کو کامیاب کروایا ہے۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ آج رانا ثناء اللہ خان اور جتنے بھی دوسرے نئے لوگ آئے ہیں، پنجاب کی پوری عوام اور میرے جتنے بھی colleagues یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ:-

ظلمت کو ضیاء، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا  
پتھر کو گوہر، دیوار کو در، کرگس کو ہما کیا لکھنا  
اک شخص کے ہاتھوں مدت سے رُسا ہے وطن میرا  
اے دیدہ ورو اس ذلت کو قسمت کا لکھا کیا لکھنا

میں جناب کا انتہائی ممنون ہوں۔ Thank you very much۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آپ کا شکریہ۔ جی، حاجی محمد اسحاق!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ہم صحافی برادری سے بات چیت کے لئے باہر گئے تھے۔ ہم نے ان سے negotiation کی ہے۔ انہوں نے walk out ختم کر دیا ہے لیکن ان کا مطالبہ یہ ہے کہ joint adventure کی ایک sub-committee بنائی جائے جو اس قبضہ گروپ کی نشاندہی کر کے ان سے قبضہ واکزار کروائے۔ اس میں کچھ ایسے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔ آپ اس بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔ شوکت بصر صاحب نے ایک تحریک التوائے کار بھی پیش کی تھی۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش یہی ہے کہ یہ ان کا جائز مطالبہ ہے اور اس مطالبہ کو پورا کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ اس بارے میں ذرا گہرا فحشانی فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانائے اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ اگر وہاں پر کوئی قبضہ گروپ قبضہ کر رہا ہے تو یہ کمیٹی بنے گی پھر اس کے بعد کمیٹی کی میٹنگ ہوگی، پھر کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے گی تو اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ دیر نہ ہو جائے۔ میں ابھی اسی وقت آپ کی وساطت سے اپنے صحافی بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ with in three hour C.C.P.O Lahore اور D.C.O Lahore سے ہم کہتے ہیں کہ وہ فوری طور پر ہمیں رپورٹ بھی دیں اور اس پر مؤثر کارروائی بھی کریں۔

جناب سپیکر: قانون کے مطابق۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانائے اللہ خان): قانون کے مطابق مؤثر کارروائی کریں۔ آج کے دور میں انشاء اللہ تعالیٰ C.C.P.O کے مطابق ہی کارروائی کرے گا، قانون کے بغیر وہ کارروائی کر نہیں سکتا۔ قانون کے مطابق وہ کارروائی کریں اور اس کی رپورٹ بھی پیش کریں۔ اس کے علاوہ میں یہ

بھی چاہوں گا کہ جس طرح میرے بھائی حاجی اسحاق صاحب ان کے ساتھ وہاں consult کر کے آئے ہیں کہ ایک کمیٹی یا سب کمیٹی بنا دی جائے۔ اس میں، میں یہ چاہوں گا کہ ہمارے جو صحافی بھائی ہیں اور جو Housing Colony سے متعلق ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہتر ہے۔ یہ کمیٹی آپ بعد میں بنالیں کیونکہ آپ نے ان سے بات چیت بھی کرنی ہوگی۔ وہ اس ہاؤس کے ممبر تو نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): چونکہ یہ معاملہ اس ایوان میں اٹھایا گیا ہے لہذا آپ کی اجازت سے ہی سارا کچھ ہوگا۔ اس میں ان کو بھی شامل کر کے کمیٹی اگلے اجلاس میں اپنی مفصل رپورٹ پیش کرے گی۔

جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے بھی اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کارپیش کی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے گا۔

جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری اس سلسلے میں ایک گزارش ہے۔ اس دن مائیکل صاحب نے on the floor of the House یہ بات کی تھی کہ ہم ایک دو دن میں کمیٹی بنا کر اس کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اب چار پانچ دن گزر گئے ہیں اور ابھی تک کمیٹی کے نام announce نہیں ہوئے۔ میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ آج ہی اس کمیٹی کے نام announce کر کے آپ کے سپرد کر دیئے جائیں۔

صحافی کالونی پر ناجائز قبضہ واکزار کروانے کے لئے کمیٹی کا قیام

جناب سپیکر: کمیٹی کے سربراہ تو تشریف فرما ہیں جو کہ وزیر قانون ہیں۔ دوسرے ممبران میں وزیر مال ہیں۔ یہ دونوں حضرات تو بہت ضروری ہیں۔ ان کے ساتھ جنموں نے تحریک پیش کی ہے ان کو بھی اس میں شامل کریں۔ کامران مائیکل صاحب کو بھی اس میں شامل کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): اس کے علاوہ ہمارے لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک تو میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن ہیں۔

جناب سپیکر: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن کا نام بھی شامل کر لیا جائے، ان کے حلقے کا کام ہے ان کو ضرور شامل کریں۔ اس کے علاوہ لاہور کی خاتون ممبر کو بھی اس کمیٹی میں شامل کریں۔ لاہور سے ایک خاتون رکن اپنا نام voluntarily پیش کر دے۔ جناب فاروق گھر کی بھی اس میں شامل ہوں گے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: لاہور سے میرا نام شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کریں اور اس کے علاوہ دو حضرات صحافی برادری سے ہونے چاہئیں جن کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ شکریہ حاجی ناصر محمود: جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ جس طرح آپ لاہور کے لئے کمیٹی بنا رہے ہیں اسی طرح سے ہر ضلع میں بھی ڈی۔سی۔ او کو یہ اختیارات دے دیئے جائیں کہ جہاں پر بھی قبضہ ہو وہ اس کو ختم کروائیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون اس سارے معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب کو پتا ہے اور وہ خود ہی اس بارے میں نوٹس لے رہے ہیں۔ جناب جاوید گجر!

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جاوید گجر صاحب! ان کا پوائنٹ آف آرڈر آگیا ہے اگر valid ہو تو سن لیا جائے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ بات گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ آج اور کل کے اخبارات میں کچھ خبریں شائع ہوئی ہیں۔ پاکستان جو کہ ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست ہے۔ اس کی آزادی پر حملہ ہوا ہے اور ہمارے امریکی دوستوں نے یہ بات کی ہے کہ ان کو اسامہ بن لادن کی موجودگی کا جہاں بھی علم ہو گا تو وہاں پر وہ بغیر اجازت کے ہم پر حملہ کریں گے۔ میں اس معزز ایوان کے ذریعے یہ بات آپ سے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کوئی منڈیوں میں بکنے والی چیز نہیں ہے۔ پاکستان ایک آزاد خود مختار اسلامی ریاست ہے۔ ہم کسی کو یہ حق نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے، ہم کسی کو یہ حق نہیں دیں گے کہ وہ کسی بھی بات پر ہمارے ملک پر حملے کی بات کرے۔ میں آپ سے اس معزز ایوان کے ذریعے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج 18۔ فروری 2008 کے الیکشن کے بعد پاکستان میں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ تقریر کر رہے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! یہ انتہائی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں میں نے جناب جاوید گجر صاحب کو وقت دیا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: پاکستان کے عوام دیکھ رہے ہیں کہ وہ پالیسیاں جو پرویز مشرف کے دور میں تھیں آج وہ پالیسیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ میری اس ایوان کے ذریعے درخواست ہے کہ 16 کروڑ عوام کی امنگوں کو مد نظر رکھ کر ہماری خارجہ پالیسی بننی چاہیے۔

جناب سپیکر: قاعدہ قانون موجود ہے اس کے مطابق آپ آئیں میں آپ کی بات سنوں گا۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب جاوید گجر کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

جناب جاوید حسن گجر: ایک مہینے کی تگ و دو کے بعد آپ نے مجھے ٹائم دے دیا ہے، میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں۔ اس میں سے بھی آپ نے میرا ٹائم میاں صاحب کو دے دیا۔ سب سے پہلے میں جناب قاسم ضیا، سردار ذوالفقار خان کھوسہ، رانا ثناء اللہ خان کو اور باقی نئے آنے والے سب ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ جتنے بھی سینئر معزز اراکین ہیں ہمارے ساتھ مل کر ہماری آواز سے آواز ملا کر پاکستان کی سالمیت کے لئے اور پاکستان کی جو موجودہ صورتحال ہے اس حوالے سے ہمارے ساتھ چلیں گے۔ میں اس ایوان میں جتنے بھی معزز اراکین مرد اور خواتین موجود ہیں ان کی موجودگی میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ ہمارا یہاں پر آنصر ف یہی مقصد نہیں ہے کہ یہاں ہم نے اپنے protocol کو enjoy کرنا ہے یا اپنی سہولتوں کو enjoy کرنا ہے۔

federal level پر ایم۔ این۔ ایز اپنی سہولتوں کو enjoy کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ (شور و غل)

**MR SPEAKER:** Order in the House!

جناب جاوید حسن گجر: ہمیں آج پاکستان کے بارے میں سوچنا ہو گا۔ پاکستان جس جگہ پر کھڑا ہے اس کے بارے میں سوچنا ہو گا۔ پاکستان کی عوام کے بارے میں سوچنا ہو گا اور ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ ہمارے borders پر کیا ہو رہا ہے، اس کو بھی کھلی آنکھ سے دیکھنا ہو گا۔ ہمیں آج جتنی بھی مشکلات ہیں، جتنی بھی دشمنیاں ہیں ان سب کو بھلا کر اپنی coalition کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ میں تمام اپوزیشن کے لیڈروں سے یہ کہوں گا کہ ہمارے پاس آئیں اور

coalition government کے ساتھ مل کر پاکستان کے بارے میں سوچیں تاکہ آنے والی نسلوں پر کچھ احسان کر جائیں۔ یہ نہ ہو کہ آنے والی نسلیں آپ کو معاف بھی نہ کر سکیں۔ ہم جس دورا ہے پر کھڑے ہیں ہمیں اس سے نکلنا ہوگا۔ ہمیں پاکستان کو مشکلات سے نکالنا ہوگا۔ پاکستان میں آج کل سب سے بڑی مشکل منگائی ہے۔ جتنی بھی چیزیں ہیں ان کی قیمتوں کو آپ دیکھیں کہ اتنی بڑھ گئی ہیں۔ دن بدن پٹرول منگنا ہو رہا ہے۔ ڈیزل منگنا ہو رہا ہے اور کل سے C.N.G بھی منگنی ہو گئی ہے اور وہ C.N.G جو ہماری local production ہے اگر آپ اعداد و شمار کو دیکھیں تو C.N.G اگر 20 روپے کلو بھی فروخت کریں تو پھر بھی profit میں آتی ہے۔ ڈیزل اس وقت منگنا گیا جب زمیندار کو کاشت کے وقت ڈیزل چاہیے تھا لیکن کچھ لوگوں نے اس کی shortage کر کے اس کو منگنا کر دیا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں آپس میں coalition government کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سوچنا ہوگا کہ آنے والے وقت میں پاکستان میں جو ہونے والا ہے اس کے بارے میں سوچیں۔ تمام حکومتی جماعتیں اور اپوزیشن کی جماعتیں اکٹھے ہو کر مل بیٹھیں اور جتنے بھی پاکستان کے مسائل ہیں ان کا حل تلاش کریں۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! کیانی کے بعد آپ کی باری آئے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ کیانی صاحب!

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! آج کا دن یقیناً ایک خوب صورت دن ہے، ایک خوشگوار دن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن اس وجہ سے بھی تاریخ ساز دن ہے کہ بالخصوص دیگر بھائیوں کے علاوہ جن تین معزز اراکین نے آج حلف اٹھایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران! Order in the House.

راجہ طارق کیانی: اُن تین اراکین میں سے ایک ہمارے سینئر ترین seasoned parliamentary سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، دوسرے میری جماعت کے ماضی کے ان بچوں پر بیٹھ کر اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والے جناب قاسم ضیا اور تیسرے میرے بھائی جنہیں میں اکثر یہاں کا legend parliamentary سمجھتا ہوں جو ہمیشہ valuable contribution کے ذریعے نئے آنے والے ممبران کے علم، تجربے اور انداز میں اضافے کا باعث

بنے، میری مراد راتثناء اللہ خان ہیں تو اس حوالے سے میں آپ کو آپ کی ایک fundamental ذمہ داری یاد دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ ہاؤس اور آپ جس status پر بیٹھے ہیں یہ اس ہاؤس کی component ہے اور اس ہاؤس نے آپ پر یہ ذمہ داری ڈالی ہوئی ہے کہ اس ہاؤس کے جو elements miss elements ہیں ان میں بڑا نمایاں miss elements ہو رہا ہے جس کو ہم اپوزیشن اور اپوزیشن لیڈر کہتے ہیں۔ آپ نے ابھی تک اپوزیشن لیڈر کا تقرر نہیں کیا۔ ہماری گزارش کے باوجود آپ نے ایک دوبارہ کوشش کی۔

جناب سپیکر: یہ باتیں میں نے سنی ہوئی ہیں۔ آپ اپنی بات کریں پلیز۔

راجہ طارق کیانی: جناب! یہ بات بڑی ضروری ہے۔ آپ ممبران کو وہاں بھیج دیتے ہیں، ممبران سے تو ان کا جھگڑا ہی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کی صوابدید پر ہے۔

جناب سپیکر: اگر اپوزیشن کے دوست باہر تشریف فرما ہیں تو میں ان سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ اندر تشریف لائیں۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! ان کا اپوزیشن لیڈر کے بارے جھگڑا ہے۔ اس rules of business کے تحت آپ کی صوابدید ہے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا rules پڑھ لیں۔ آپ مجھے bind نہ کریں، میں bound نہیں ہوں۔ براہ مہربانی آپ اپنی بات کریں۔

راجہ طارق کیانی: آپ اپنی طرف سے کوشش کر کے اپوزیشن لیڈر مقرر کریں تاکہ ہاؤس کا component مکمل ہو اور اس کی روایات خوبصورت طریقے سے آگے بڑھ سکیں۔

جناب سپیکر: ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ شکریہ۔ جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ کا بڑا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں بولنے کا موقع فراہم کیا۔ عبدالستار ایدھی اس ملک کے بھوکے لوگوں کے لئے بھیک مانگ رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان سے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں یا تو ان کے ساتھ انسانیت کی خدمت کے لئے ایک دن ”جھولی مارچ“ کریں یا پھر آپ اجازت دیں تو ہم اپنی تنخواہ سے کچھ پیسے انہیں donate کریں۔ انہوں نے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ کوئی ممبر پانچ ہزار دینا چاہتا ہے، کوئی دو ہزار دینا چاہتا ہے ان کی مدد کریں، یہ ہمارے لئے ایک اچھا قدم ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ تمام ممبران کو

میری اس درخواست پر عمل کرنا چاہیے۔ دوسری قبضہ گروپ کی بات ہے لاہور کی ہر جگہ ہمارے finger tips پر ہے اور یہاں ہماری پارٹی کے لوگ اور آپ کی پارٹی کے لوگ ان قبضہ گروپوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ یہ چیز نہیں ہونی چاہیے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ صحافیوں کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور انہیں ان کے گھر ملنے چاہئیں۔ یہ بڑی جدوجہد کر کے اپنی محدود تنخواہ میں گزارہ کرتے ہیں، لکھتے ہیں، سڑکوں پر ان کے کیمرے چھینے جاتے ہیں، ان کو ماریں پڑتی ہیں یہ بھی ہماری جدوجہد کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ عمران نذیر صاحب کا یہ حلقہ ہے، ان کا نام miss ہو گیا ہے تو انہیں بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ ایسا فرمادیں تو میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ بہتر ہو گا کہ اگر کمیٹی چاہے کہ کسی ممبر یا کسی official کی خدمات ضروری ہیں تو اسے opt کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کمیٹی کو اجازت ہے۔

شیخ علاؤ الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا شیخ! میری بھی تھوڑی سی مجبوری سامنے رکھیے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ ڈھلوں صاحب نے سب سے پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہوا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے محترم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، صدر پنجاب پاکستان مسلم لیگ (ن)، جناب زعیم قادری اور مرد قلندر رانا ثناء اللہ خان جنہوں نے بے پناہ قربانیاں دیں، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے مرکزی صدر رانا ارشد، مسلم لیگ (ن) کے معزز اراکین جو اس ہاؤس میں تشریف لائے، ان کے ساتھ ساتھ جناب قاسم ضیا اور ان کے تمام دوست جو اس ہاؤس میں تشریف لائے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ایک قرارداد پیش کرتا ہوں۔



جناب سپیکر: ایسے قرارداد پیش نہیں ہوگی۔ آپ تشریف رکھیں۔ علاؤالدین صاحب! میں آپ کو ایک منٹ کے لئے ٹائم دے رہا ہوں، اس سے زیادہ میں ٹائم نہیں دے سکوں گا۔ I am sorry مجھے اب آگے سوالات اور باقی ایجنڈے کو بھی لے کر چلنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک منٹ نہیں بلکہ 30 سیکنڈ لوں گا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر واقعی تقریریں نہیں ہونی چاہئیں لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب ارکان کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ بڑے اخبارات نے آج لمبی لمبی سرخیاں لگائی ہیں کہ آج کا یہ اجلاس قوم کو 40 لاکھ روپے میں پڑ رہا ہے تو آپ کے توسط سے میری سب بھائیوں سے گزارش ہے کہ آج ہم آپس میں یہ فیصلہ کریں کہ آج کے اس اجلاس کا ہم کوئی پیسا نہیں لیں گے۔ پریس میں ہمارے بارے میں جو لکھا گیا ہے اس کی detail یہاں بتانا ضروری نہیں ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس پر ruling دیں کہ یہاں ہم میں سے کوئی آدمی بھی پیسے کے لالچ میں نہیں ہے۔ جو کچھ آج ہمارے بارے میں لکھا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کوئی پیسا نہیں لینا چاہتے اور اگر آپ چاہیں تو ہم بحث اجلاس کا بھی کوئی پیسا نہیں لیتے۔ یہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ پبلک کو ہمارا message جانا چاہیے کہ ہم اللہ کی راہ میں لوگوں کی بہتری کے لئے یہاں کام کرنے آتے ہیں اور ہم کوئی پیسا نہیں لیں گے۔ آپ اس پر ruling دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلام)

کافی دیر ہو گئی ہے آپ کی مہربانی۔ میں آپ تمام معزز ممبران کا بہت خیال کرتا ہوں لہذا آپ کو بھی میرا خیال رکھنا چاہیے، مہربانی کریں مجھے ایجنڈے پر بھی چلنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مولانا! اب باری نہیں ملے گی۔ سندھو صاحب! چلیں، آپ ایک منٹ کے لئے بات کر لیں۔

مرکزی حکومت کی طرف سے سزائے موت کو عمر قید  
میں تبدیل کرنے کے خلاف قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ

MR TAHIR AHMED SINDHU: Very kind of your honour, I am grateful.

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے ایک انتہائی اہم issue آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ Interior Ministry نے Prime Minister کو ایک سمری بھیجی ہے جس میں انہوں نے across the board بے شک کوئی ڈکیت ہے، بے شک کوئی terrorist ہے سب کی سزائے موت life imprisonment میں commute کر دی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ معزز ہاؤس مجھ سے اتفاق کرے گا کہ یہ عوام کے حقوق سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ مرد مجاہد لاء منسٹر ہمارے ہاؤس میں تشریف فرما ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ یہ matter take up کیا جائے۔ کچھ دن پہلے موضع دیوال میری constituency میں ہے، ڈکیتی کے دوران دو خواتین اور ایک بچے کا murder کر دیا گیا، دو خواتین کو زخمی کر دیا گیا اور ان کی death کو commute کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: قاعدہ اور قانون موجود ہے۔ آپ اس کے مطابق چلیں۔ آپ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ میں آپ کو اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ کے پاس اختیار موجود ہے۔ آپ کے پاس قانون موجود ہے۔ آپ پارلیمنٹیرین بننے کی کوشش کریں۔ جناب طاہر احمد سندھو: آپ لاء منسٹر سے پوچھیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ جو اس وقت ہاؤس میں اٹھایا گیا ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں بعض cases ایسے ہیں کہ جن میں rape اور murder ہوئے ہیں اور ایسے ایسے گھناؤنے جرائم کرنے والے لوگ ہیں کہ جن کی سزا میں واقعہ کی کمی نہیں ہونی چاہیے۔ میں اپنے معزز بھائی سے یہ request کروں گا کہ وہ اس معاملہ کو کسی قرارداد کی صورت میں لائیں۔ ہم اس پر ہاؤس میں بحث کریں گے اور اگر اس ہاؤس کی یہ رائے ہوئی جو prima facie مجھے لگتا ہے کہ ہو گا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو take up کریں گے۔

سوالات (محکمہ جات ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں نصیر احمد! جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ 28۔ جون کو جو اجلاس ہوا جس میں ضمنی بجٹ پاس کیا گیا اس میں ہم نے کورم کو point out کیا تھا کہ ایک بہت non serious طریقے سے 30/35 ممبران کی موجودگی میں ایک اتنا اہم issue ضمنی بجٹ جو سابقہ حکومت کی اربوں روپے کی corruption کا ایک budget bill پاس ہو رہا تھا اس پر ہم نے اعتراض کیا، کورم point out کیا اور کورم پورا نہیں تھا اس کے باوجود اسمبلی کی کارروائی چلائی گئی اور یہاں یہ observation دی گئی۔ اگلے دن میرے بارے میں اخبارات میں چھپا کہ ایوان کی کارروائی کو مذاق بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! 30/35 لوگوں سے ضمنی بجٹ کو پاس کروانا مذاق ہے نہ کہ کورم کو point out کرنا مذاق ہے اور یہ چیز مذاق ہے کہ اس دن اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کر کے اجلاس کو 4 دن کے لئے ملتوی کیا گیا۔ اس قوم کو ہم کہہ تو یہ رہے ہیں کہ ہم ٹائلیں بھی دفتروں میں نہیں لگائیں گے، ہم اس قوم کا پیسا بچائیں گے اور اس صوبے کی غریب عوام کا 30/40 لاکھ روپیہ ضائع کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ آپ اپنی بات کریں۔ آپ تقریر کر رہے ہیں۔ آپ پارلیمانی لیڈر ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل جو چیز اخبارات میں چھپی تھی کہ ہم نے ایوان کی کارروائی کو مذاق بنایا ہے۔ ہم نے ایوان کی کارروائی کو مذاق نہیں بنایا۔ جنہوں نے 30/35 لوگوں سے ایوان کی کارروائی کو چلایا ہے انہوں نے ایوان کی کارروائی کو مذاق بنایا ہے اور

اس ایوان کو مہربانی کر کے rubber stamp نہ بننے دیا جائے اور اس میں ہر issue پر proper بحث کروائی جائے۔ شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 12 ہے۔

گورنمنٹ پائلٹ سکول فار بوائز و وحدت کالونی لاہور میں واقع کوارٹرز  
میں ناجائز طور پر رہائش پذیر ملازمین اور دیگر تفصیلات

\*12: میاں نصیر احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ سکول فار بوائز و وحدت کالونی لاہور میں واقع چند نئے اور پرانے کوارٹرز صرف اسی سکول میں خدمات سرانجام دینے والے ملازمین درجہ چہارم کے لئے مختص ہیں؟

(ب) مذکورہ سکول میں واقع ملازمین درجہ چہارم کی رہائشیں الاٹ کرنے والی کمیٹی کے ارکان کے نام، عہدہ الاٹمنٹ پالیسی نیز موجود تمام رہائشیوں کی الاٹمنٹس کا میرٹ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں واقع کوارٹرز کی الاٹمنٹ اس سکول میں کام کرنے والے ملازمین کے علاوہ دوسرے دفاتر کے ملازمین کو بھی کی گئی ہیں جو کہ رہائش پذیر بھی ہیں، وضاحت فرمائیں کہ کس قانون/سفارش پر یہ سہولت دی گئی ہے؟

(د) مذکورہ سکول میں دوسرے دفاتر کے الاٹی/رہائشی ملازمین کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں نیز وہ کس دفتر میں کس سرکاری آفیسر کے ساتھ ڈیوٹی دے رہے ہیں؟

(ه) کیا یہ درست ہے کہ سکول میں واقع پرانے کوارٹرز کے الاٹیوں کو نئے تعمیر شدہ کوارٹرز الاٹ کئے گئے، لیکن بلاوجہ یہ الاٹمنٹس بعد میں کینسل کر دی گئیں کینسل شدہ اور دوبارہ جاری شدہ الاٹمنٹ آرڈرز کی نقول فراہم کی جائیں نیز وجہ بیان فرمائیں کہ ایسا کیوں کیا گیا، اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان بے ضابطگیوں کی انکوائری کروانے اور حق داروں کی داد رسی کے ساتھ ساتھ ان بے قاعدگیوں کے ذمہ دار اہلکاران افسران کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول فار بوائز وحدت کالونی لاہور میں واقع پانچ نئے اور پانچ پرانے کوارٹرز موجود ہیں جو صرف اسی سکول میں خدمات سرانجام دینے والے درجہ چہارم ملازمین کے لئے مختص ہیں۔

(ب) i- الاٹمنٹ کے وقت کمیٹی کے ارکان کے نام مندرجہ ذیل تھے۔

- 1- حاجی غلام حسین، سینئر ہیڈ ماسٹر
- 2- محمد افضل، ڈپٹی ہیڈ ماسٹر
- 3- محمد یلین وٹو، ایس۔ ایس۔ ٹی
- 4- مرزا عبدالرحمن، ایس۔ ایس۔ ٹی، (ستہ) (ای) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)
- ii- سکولوں میں کوارٹرز الاٹمنٹ کی کوئی واضح پالیسی یا نوٹیفیکیشن نہ ہے۔
- iii- کوئی سپیشل میرٹ نہ ہے بلکہ جنہوں نے درخواست دی تھی، انہیں کوارٹرز دے دیئے گئے۔ (ستہ) (بی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) درست ہے۔ تین ملازمین کو مذکورہ سکول میں واقع کوارٹرز کی الاٹمنٹ کی گئی ہیں۔

- 1- رانا اعجاز احمد، سینئر کلرک، ڈی۔ پی۔ ای۔ ای (ای) کو وزیر تعلیم کے حکم پر الاٹ کیا گیا۔ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
  - 2- قاری اللہ بخش، نائب قاصد فنانس ڈیپارٹمنٹ کو سپیشل سیکرٹری سکولز کے زبانی حکم پر الاٹ کیا گیا۔ (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)
  - 3- سجاد احمد ڈرائیور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور
  - 1- رانا اعجاز احمد، سینئر کلرک، دفتر ڈی۔ پی۔ آئی (سیکنڈری) پنجاب لاہور
  - 2- قاری اللہ بخش، نائب قاصد فنانس ڈیپارٹمنٹ، سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور
  - 3- سجاد احمد ڈرائیور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور
- دوسرے کوارٹرز میں سکول ہذا کے ملازمین ہی رہ رہے ہیں (ستہ) (ای) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) درست ہے۔ چونکہ الاٹمنٹ کرتے وقت ابھی تک باقاعدہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے سکول یا محکمہ تعلیم کو ہینڈ اوور ہی نہیں کئے تھے اس لئے کینسل کر دیئے گئے تھے۔

مذکورہ غیر متعلقہ ملازمین کو نوٹس دیئے گئے جس کے جواب میں قاری اللہ بخش کا خالی کردہ کوارٹر سکول ہذا کے ملازم شفیق چوکیدار کو الاٹ کر دیا ہے تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جبکہ رانا اعجاز اور سجاد احمد نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں تتمہ (جی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جن کی پیروی کی جا رہی ہے رانا اعجاز احمد کا کیس سول جج جناب جاوید اقبال شیخ کی عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی تاریخ پیشی 02-07-2008 اور سجاد احمد کا کیس بعدالت جناب نعیم احمد سول جج زیر سماعت ہے جسکی تاریخ پیشی 04-07-2008 ہے غیر قانونی الاٹمنٹ کرنے والوں کے خلاف قوانین کے تحت کارروائی کی جا رہی ہے سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول سمن آباد لاہور اور سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ٹاؤن لاہور کو انکو آری آفیسرز مقرر کیا گیا۔  
تتمہ (ایچ) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 12 کے سلسلے میں جو جوابات آئے ہیں اس میں بیوروکریسی نے ایک دفعہ پھر اپنی روایتی سستی اور تعاون نہ کرنے کی ریت کو برقرار رکھا ہے۔ محکمہ کی طرف سے انتہائی غیر تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں لیکن اجلاس سے پہلے میں وزیر صاحب کے چیمبر میں گیا تھا۔ اس حوالے سے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے انتہائی جراتمندی کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے کہا ہے کہ محکمہ نے جو جوابات غیر تسلی بخش دیئے ہیں میں اس پر ضروری کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال کو کیسے تصور کرنا چاہتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ہ) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ عدالت میں کیس چل رہے ہیں۔ میں یہاں پر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو افراد عدالت میں کیس لے کر گئے ہیں حقیقت میں تو ان کو گھراٹا ہی نہیں ہوئے تو ان کا عدالت میں جانے کا جواز ہی نہیں بنتا۔ اس حوالے سے وزیر صاحب مجھے پہلے وضاحت دے چکے ہیں کہ وہ ضروری کارروائی کریں گے اس لئے میں ان کی وضاحت سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال رانا منور حسین صاحب کا ہے۔

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: جناب سپیکر! مظفر گڑھ میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے پوٹریٹ کو گولیاں مار کر اسے جلایا گیا ہے۔ ہم نے جب پرچہ کروایا ہے تو اس پر انتظامیہ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید جنہوں نے جمہوریت کا نام بلند کیا ہے ان کے پوٹریٹ کو جلایا گیا ہے۔ ہم جب انتظامیہ کو کہتے ہیں تو وہ اس پر کوئی عمل نہیں کرتی۔ میں خود آئی۔ جی صاحب کے پاس گیا ہوں لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور اس پر سختی سے عمل کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: جناب کا ترجمہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو معاملہ یہاں point out کیا ہے۔ ہم ان کو یقین دہانی کرواتے ہیں کہ انشاء اللہ اس پر strict action لیا جائے گا، پولیس والوں کو بھی پوچھا جائے گا اور تحقیقات بھی کرائی جائیں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، رانا منور حسین صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: سوال نمبر 46۔

پنجاب کی یونیورسٹیوں کے سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ

کے ججوں کا بطور ممبر نامزدگی سے متعلقہ تفصیلات

\*46: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ممبر ہوتا ہے تاہم 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں کل 12 سرکاری یونیورسٹیاں قائم ہیں ان 12 میں سے 9 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر ہے ان یونیورسٹیوں کے نام درج ذیل ہیں - 1۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور - 2۔ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور - 3۔ یونیورسٹی آف انجینئر اینڈ ٹیکنالوجی لاہور - 4۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور - 5۔ بہاول الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان - 6۔ فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی - 7۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور - 8۔ یونیورسٹی آف انجینئر ٹیکنالوجی ٹیکسلا - 9۔ یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور تاہم مندرجہ ذیل 3 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر نہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمبلی نے ان یونیورسٹیوں کے قانون (آرڈیننس) میں یہ شق نہیں رکھی

1۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

2۔ یونیورسٹی آف سرگودھا

3۔ یونیورسٹی آف گجرات

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہاؤس کی کارروائی میں میرے اس سوال کو شامل فرمایا ہے اور پذیرائی بخشی ہے لیکن میرے سوال کا جواب تسلی بخش نہیں دیا گیا۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے جو رپورٹ آپ کے دفتر کو موصول ہوئی ہے میرا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟" اس پر وزیر ہائر ایجوکیشن نے جو جواب تحریر فرمایا ہے اور انہوں نے مختلف یونیورسٹیوں کا ذکر فرماتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، یونیورسٹی آف سرگودھا اور یونیورسٹی آف گجرات میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر نہیں ہیں۔ اگر تمام یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹ کے ممبر جج صاحبان ہیں تو kindly ان تین یونیورسٹیوں کے ممبر بھی ان کو بنایا جائے تاکہ وہاں پر transparency قائم ہو سکے اور وہاں کے معاملات اچھے طریقے سے چل سکیں۔



جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کا جز (الف) یہ ہے کہ: ”کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟“ اس کا جواب یہ ہے کہ ”جی ممبر ہوتا ہے تاہم 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔“

اس کا جز (ب) ہے کہ ”اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟“ اس کا جواب یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں کل 12 سرکاری یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ ان میں 12 میں سے 9 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر ہے اور 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہیں۔ وہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، یونیورسٹی آف سرگودھا اور یونیورسٹی آف گجرات ہیں۔ وہاں جج صاحب اس لئے ممبر نہیں ہیں کہ یہ پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیاں ہیں۔ ان کے آرڈیننس میں یہ چیز نہیں ہے کہ جج ان کے ممبر ہوں اور جو باقی ہیں ان کے آرڈیننس میں یہ چیز قائم ہے کہ ان میں ہو سکیں گے۔ اس لئے وہ ممبر نہیں ہیں کیونکہ فیصل آباد، گجرات اور سرگودھا میں ہائی کورٹ کے جج بھی نہیں ہیں اور ان یونیورسٹیوں کے آرڈیننس میں اس کی وضاحت نہیں ہے کہ جج ان کے ممبر ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا منور حسین صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا جج نہیں ہے۔ ہمارا سرگودھا اور فیصل آباد کا دیرینہ مطالبہ رہا ہے کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا جج قائم کیا جائے لیکن آج تک کسی بھی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا جج بنے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ سرگودھا اور فیصل آباد لاہور سے صرف دو گھنٹے کی drive پر موجود ہیں تو آپ ہچھلی حکومت اور پچھلے V.C صاحب کا دور دیکھ لیں تو وہاں پر من مانیاں کی گئی ہیں اور اپنی مرضی سے ہزاروں لوگوں کی appointments کی گئی ہیں جس پر کوئی code formality پوری نہیں کی گئی اس لئے syndicate کے ممبرز ہائی کورٹ کے جج صاحبان اور اس Honourable House کے ممبرز ہوتے ہیں تو اگر وہ ممبرز مل کر کام کریں، syndicate کی proper meetings ہوں تو وہاں پر transparency قائم ہو سکتی ہے۔ میری اس ایوان کی وساطت سے آپ سے اور منسٹر صاحب سے یہ humble request ہے کہ ان یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج صاحبان کو

appoint کیا جائے اور اگر اس وقت وہاں پر یہ provision موجود نہیں ہے تو law میں amendment کر کے اور اسے ordinance میں شامل کر کے ہائی کورٹ کے جج صاحبان کو syndicate میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس جگہ یا جس شہر میں ہائی کورٹ کانچ ہوگا تو وہاں کی یونیورسٹی کے لئے وہ ممبر ہوگا۔ جہاں یونیورسٹی ہوگی اور ہائی کورٹ کانچ نہیں ہوگا تو وہاں وہ ممبر نہیں بن سکتے۔ میرا یہ سوال ہے کہ آیا یہ کوئی ان کے rules میں ہے کہ جس شہر کی یونیورسٹی میں اگر کانچ ہوگا تو یونیورسٹی کا syndicate member جج ہوگا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس وجہ سے یہ نہیں ہے بلکہ تمام یونیورسٹیوں کی اپنی autonomous body ہوتی ہے، ان کے اپنے rules and ordinances مقرر ہیں اور ان تین یونیورسٹیوں کے ordinances میں نہیں ہے کہ اس کے ممبر کانچ ہونا ضروری ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ ہم syndicate میں جو جج appoint کرتے ہیں اس کا بنیادی مقصد کیا ہے اور جو یونیورسٹیاں appoint نہیں کرتیں یا قانون کے مطابق جن یونیورسٹیوں میں نہیں ہے تو یہ تفریق کیوں ہے اور اس پر حکومت پنجاب کیا action لے رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! syndicate کا مقصد ہوتا ہے education, publication اور دوسرے تعلیمی معاملات کے لئے ضروری اقدامات کرنا، اس کے علاوہ یونیورسٹی کے افسران، اساتذہ اور دوسرے ملازمین کے فرائض بھی مقرر ہوتے ہیں

چونکہ یونیورسٹیوں کی طرف سے ابھی اس کی demand نہیں آئی کہ وہاں پر نچ ممبر مقرر کئے جائیں، آرڈیننس میں بھی نہیں ہے، اگر آرڈیننس میں شامل ہوگا تو ممبر مقرر کر دیئے جائیں گے۔  
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں شاید منسٹر صاحب تک اپنا سوال پہنچا نہیں سکی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو یونیورسٹیاں syndicate مقرر کرتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی ذرا speed کم کریں اور میں منسٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ تھوڑی speed کم کریں تاکہ ہم سب کو سمجھ آ سکے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! House میں تو صرف آپ ہی کی سمجھ آتی ہے اور تو کسی کی سمجھ ہمیں آتی ہی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے کہ ہائی کورٹ کے ججز کی ایک reputation ہوتی ہے اور یہ presume کیا جاتا ہے کہ ان کے ہونے سے ادارے کی efficiency بہتر ہوگی۔ جو ادارے جان بوجھ کر syndicate appoint نہیں کر رہے اس کے اوپر حکومت پنجاب کیا action لے رہی ہے اور اپنے آرڈیننس میں ترمیم کیوں نہیں کر رہے؟  
جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے fresh question آنا چاہیے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ rules دیکھ لیں اس میں fresh question کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے سوال کا ایک حصہ پوچھا ہے اور اگر منسٹر صاحب کے پاس اس کا جواب نہیں ہے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے ورنہ یہ سوال کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں اس سوال پر جو ضمنی سوال آرہے ہیں ان کے جواب کے لئے آپ کو تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے جیسے پہلے بتایا ہے کہ تمام یونیورسٹیاں autonomous bodies ہیں، ان کے اپنے rules and regulations ہیں تو ان میں پہلے ممبر ہونے کی provision نہیں ہے۔ ابھی فاضل ممبر صاحب نے کہا ہے تو اس تجویز کو زیر غور لا کر میں محکمہ تعلیم کو کہوں گا کہ وہ اس پر غور کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس وقت ضمنی سوال اور آنے چاہئیں تو میرا خیال ہے کہ ابھی تک محکمے کی رپورٹ اتنی مؤثر اور تفصیلی نہیں ہے تو اس سوال کو pending کر لیا جائے۔ اس پر ہمارے معزز ممبران اگر ضمنی سوال دینا چاہیں تو وہ بھی جمع کر لیں اور اگلی جو بھی آپ تاریخ مقرر کریں گے تو اس دن اس پر بڑی تفصیلی بحث ہونی چاہیے کیونکہ یہ بڑا اہم اور sensitive matter ہے۔

**MR. SPEAKER:** Let us listen the concerned Minister!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو تفصیل مانگی ہے وہ بتادی گئی ہے کیونکہ یہ سوال ہے اور اس میں تمام تفصیل بتادی گئی ہے اس لئے اس میں pending کرنے والی کون سی بات ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ اگر کوئی fresh question دینا چاہیں تو وہ دے لیں، آپ اس حد تک یہی بتانا چاہتے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال میں انہوں نے جو تفصیل مانگی ہے وہ فراہم کر دی گئی ہے۔ اب میں نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ محکمہ تعلیم کو میں کہوں گا کہ جو بھی اس سلسلے میں تجویز آئی ہے کہ نج مقرر ہونے چاہئیں لیکن یونیورسٹیوں کے آرڈیننس میں یہ چیز نہیں ہے۔ جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں وہ autonomous bodies ہیں، خود مختار ادارے ہیں اور اپنے تمام قواعد خود بناتے ہیں۔ ہم یونیورسٹی کو لکھ سکتے ہیں کہ آپ نج مقرر کریں۔

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ House کو تھوڑا مطمئن کریں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی ضمنی سوال آتا ہے تو اس کا جواب اچھے طریقے سے ملنا چاہیے۔ ابھی اگر آپ مکمل طور پر تیار نہیں ہیں تو اس کو pending کرنے میں کیا حرج ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): اس میں کون سی ایسی بات ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج پہلا regular session ہے جس میں پہلا question hour ہے تو میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب کو بھی تھوڑی تیاری کی ضرورت ہے۔ ہم نے سوال میں بڑا clear پوچھا ہے کہ اگر syndicate کے ممبرز ہیں تو اس کی کیا

وجوہات ہیں اور اگر نہیں ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ مان لیا کہ وہ autonomous bodies ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پنجاب حکومت کے preview سے بالکل باہر ہیں۔ اگر یونیورسٹی کی بہتری کے لئے syndicates، ججز، appoint کئے جاتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ جو لوگ نہیں کر رہے تو یہ بڑی apparently بات ہے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے، یقیناً وہ نہیں چاہتے کہ ان کے ادارے یونیورسٹی کے اندر اس طرح سے check and balance قائم ہو۔ آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ اس کو pending کر دیا جائے کیونکہ اس کا مناسب جواب ابھی House میں نہیں آیا۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو سوال پڑھے گئے ہیں ان کے مطابق جواب مکمل آچکا ہے۔ جس طرح خاتون نے point out کیا ہے تو محکمہ تعلیم recommend کرے گا کہ اس میں چیف جسٹس صاحب سے requirement مانگی جائے، اگر وہ اپنا جج نامزد کریں گے تو یونیورسٹی کو ہم لکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: میری اور معزز ارکان دونوں کی رائے سے آپ کو اتفاق کر لینا چاہیے۔ اگر اس کو pending کر دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جی، pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 14۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ تعلیم میں 1987 تا 1993 بھرتی، ڈی۔ پی۔ ایز کی سنیاریٹی

اور متعلقہ دیگر تفصیلات

\*14۔ میاں نصیر احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1987 اور 1991 میں ایم۔ اے فزیکل ایجوکیشن مرد اور خواتین کو محکمہ تعلیم (سکولز) میں بطور ڈی۔ پی۔ ایز بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کیا گیا تھا، ان کا اب گریڈ کیا ہے؟

(ب) کیا 1993 میں ایم۔ اے فزیکل ایجوکیشن مع بی۔ ایڈ کرنے والوں کو محکمہ تعلیم (سکولز) میں بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کیا گیا تھا، ان کا اب گریڈ کیا ہے؟

(ج) کیا 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈی۔ پی۔ ایز کو محکمہ تعلیم (سکولز) کی جانب سے کوئی ہدایت کی گئی تھی کہ بی۔ ایڈ کرنے پر انہیں ایس۔ ایس کر دیا جائے گا؟

(د) اگر مذکورہ جزو کا جواب اثبات میں ہے تو کیا 1987 اور 1991 میں تعینات ہونے والے ڈی۔ پی۔ ایز کو تارتخ تعیناتی سے سنیا رٹی دی گئی ہے، اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ه) کیا کسی دوسرے مضمون میں صرف ایم۔ اے یا ایم۔ ایس۔ سی پاس مرد و خواتین کو محکمہ تعلیم (سکولز) میں بطور ایس۔ ایس بھرتی کیا جاتا رہا ہے اور انہیں تین سال میں بی۔ ایڈ کرنے کی ہدایت بھی کی جاتی رہی ہے؟

(و) 1987 اور 1991 میں کسی بھی دوسرے مضمون میں بھرتی ہونے والے ایس۔ ایس کا اب کیا گریڈ ہے؟

وزیر راعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ 1987 میں مرد و خواتین جبکہ 1991 میں صرف خواتین ایم۔ اے (فزیکل ایجوکیشن) کو بطور ڈی۔ پی۔ ایز بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن گریڈ 16 میں بھرتی کیا گیا اور ایم۔ اے (فزیکل ایجوکیشن) کی تعلیمی قابلیت کے حامل ڈی۔ پی۔ ایز کو بی۔ ایس 17 (پرسنل) دیا گیا۔ مورخہ 28-12-2006 سے انہیں گریڈ 17 ریگولر دیکر ایس۔ ایس قرار دے دیا گیا ہے اور تاحال یہ اسی گریڈ (بی۔ ایس 17) میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) 1993 میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ایم۔ اے / بی۔ ایڈ تعلیم کے حامل کسی بھی فرد کو ایس۔ ایس (فزیکل ایجوکیشن) بھرتی نہیں کیا گیا تھا۔

(ج) 1993 میں کسی بھی فرد کو ایس۔ ایس (فزیکل ایجوکیشن) بھرتی نہیں کیا گیا تھا۔ 1987 اور 1991 میں محکمہ تعلیم سکولز کی جانب سے ایسی کوئی ہدایت جاری نہیں کی گئی تھی کہ بی۔ ایڈ کرنے پر ڈی۔ پی۔ ایز کو ایس۔ ایس بنادیا جائیگا۔

(د) چونکہ مذکورہ بالا جزو کا جواب نفی میں ہے۔ لہذا 1987 اور 1991 میں تعینات ہونے والے ڈی۔ پی۔ ایز کی طرف سے تاریخ تعیناتی سے سناریٹی مانگنا بلا جواز ہے۔ انہیں سناریٹی اس تاریخ سے ہی ملے گی۔ جس تاریخ کو ان کا بی۔ ایس 17 کا انفرادی نوٹیفیکیشن جاری ہوا ہے۔

(ہ) 1993 تک محکمہ تعلیم سکولز میں ایم۔ اے / ایم۔ ایس۔ سی پاس مرد و خواتین کو بطور ایس۔ ایس اس شرط پر بھرتی کیا جاتا رہا ہے کہ وہ تاریخ تعیناتی کے تین سال کے اندر بی۔ ایڈ امتحان پاس کر لیں۔

(و) 1987 میں کوئی ایس۔ ایس ریگولر بھرتی نہیں کیا گیا تھا جبکہ 1991 میں دوسرے مضامین میں بھرتی ہونے والے ایس۔ ایس میں سے 60 فیصد گریڈ 19 میں بقیہ 40 فیصد گریڈ 18 میں کام کر رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جز (ب) کی طرف آپ کی توجہ اور منسٹر صاحب کی توجہ بھی چاہوں گا کہ اس میں بڑا عجیب و غریب مذاق کیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا 1993 میں ایم۔ اے فزیکل ایجوکیشن مع بی۔ ایڈ کرنے والوں کو محکمہ تعلیم میں۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب بھی سوال آئے گا تو mover پہلے نمبر پکارے گا اس کے بعد پھر آگے چلے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شاید یہ سن نہیں سکے، میں نے اپنے سوال کا نمبر پکار دیا تھا۔ سوال کے جز (ب) میں ہے کہ کیا 1993 میں ایم۔ اے فزیکل ایجوکیشن مع بی۔ ایڈ کرنے والوں کو۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں اس کے بعد آپ ضمنی سوال کر لیں تو بہتر رہے گا۔

میاں نصیر احمد: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ انہوں نے جز (ب) کا جواب دیا ہے اس حوالے سے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں پہلے سوال پڑھ دیتا ہوں پھر ان کا جواب بھی پڑھ دیتا ہوں کیونکہ ان کا جواب آیا ہے میں تو اس حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو جواب دینے دیں۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو سوال یہاں پر آئے ہیں ان کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ میاں نصیر صاحب! اب آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ 1993 میں پبلک سروس کمیشن نے ایم۔ اے اور بی۔ ایڈ کی تعلیم کے کسی فرد کے لئے کوئی بھرتی کا اشتہار نہیں دیا اور نہ بھرتی کی گئی۔ میرے پاس 1993 کے اخبار کا اشتہار بھی ہے جس میں بھرتی کے لئے advertisement بھی کی گئی اور جو 15 افراد بھرتی کئے گئے ان کی لسٹ بھی دی گئی اور بھرتی ہونے والے یہ افراد اس وقت اٹھارویں اور انیسویں سکیل میں کام بھی کر رہے ہیں جبکہ مجھے جواب یہ دیا گیا ہے کہ 1993 میں بھرتی ہی نہیں کی گئی۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ 1993 میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ایم۔ اے، بی۔ ایڈ کی تعلیم کے حامل کسی بھی فرد کو ایس۔ ایس فزیکل ایجوکیشن بھرتی نہیں کیا گیا تھا۔ اب یہاں پر چونکہ فاضل ممبر نے کہا ہے کہ بھرتی ہوئے ہیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کے پاس یہ جو documents ہیں یہ یہاں پر پیش کئے جائیں اور جو متعلقہ محکمہ ہے جنہوں نے یہ information غلط مہیا کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ مجھے یہ چیک کرنے دیں، میں اس کو examine کرواؤں گا۔ اگر یہ صحیح ہے تو جس نے یہ غلط information دی ہے اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری تعلیم کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمام ریکارڈ پیش کریں جو بھی ذمہ دار ہو گا اگر انہوں نے اگر غلط جواب دیا ہے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔



محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے ان کا جواب آنے دیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہوا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): میں نے فاضل ممبر سے گزارش کی ہے کہ میں نے سیکرٹری تعلیم کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمام ریکارڈ پیش کریں اگر جواب غلط ہوا تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری صرف گزارش یہ ہے کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور اس ہاؤس کی کچھ روایات ہیں، اس ہاؤس کے کچھ رولز ہیں، ہاؤس میں جواب آنے سے پہلے اس پر تحقیق ہونی چاہئے، اس پر انکوائری ہونی چاہئے اور جو جواب ہاؤس میں آئے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ محکمہ یہ جواب کسی ذمہ داری سے دے رہا ہے۔ جیسا کہ فاضل ممبر نے آپ کے سامنے اخبار کی cuttings پیش کی ہیں تو اس کے بعد جو غلط جواب ہاؤس میں آیا ہے اسے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہمارے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کسی بھی حکومتی ادارے کو اس چیز کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے کہ وہ ہاؤس میں غلط جواب پیش کرے اور ہاؤس کو mislead کرنے کی کوشش کرے۔ میں اس سلسلے میں چاہوں گی کہ آپ سختی سے ایکشن لیں تاکہ آئندہ محکمہ ذمہ داری کے ساتھ جواب بھیجیں۔ یہ تو بالکل غلط ہے کہ ہاؤس میں غلط جواب بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بھی فرمایا ہے کہ ہم ایکشن لیں گے اور میں بھی ان کو کہہ رہا ہوں کہ مکمل طور پر یہ ریکارڈ دیکھیں اور اس کے بعد ہم فیصلہ سنائیں گے کہ کیا کرنا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انکوائری ہوگی اور اگر ذمہ دار ہوئے تو کارروائی ہوگی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم میں دوران نگران حکومت بھرتیوں پر پابندی لگائی گئی تھی۔ انہوں نے اس وقت من مرضی سے لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ ایکشن پر اثر انداز ہوئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ دوران ایکشن پانچ مہینوں میں جو غیر قانونی بھرتیاں کی گئی ہیں ان سب کو Nell and wide declare کیا جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر ایک کمیٹی بنادی گئی ہے جو غیر قانونی بھرتیاں ہوں گی وہ منسوخ ہوں گی اور متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی ہوگی۔  
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش کچھ اور ہے میں نے یہ کہا ہے کہ جو انکوائری کمیٹی بنائی گئی ہے وہ بھرتیوں کے بارے میں ہے۔ میں نے درخواست یہ کی ہے کہ ہاؤس میں جن لوگوں نے غلط جواب بھیجا ہے، محکمہ کی طرف سے جو غلط جواب آیا ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: کارروائی کے حوالے سے میں نے بھی کہا ہے اور وزیر صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ اگر انہوں نے غلط رپورٹ دی ہے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔  
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سوال کے غلط جواب پر کارروائی کے حوالے سے بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں غلط جواب کے بارے میں ہی کہہ رہا ہوں۔  
چودھری جاوید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! جس معاملے کی بات ہو رہی ہے۔ ہمارے معزز رکن نے یہ point out کیا ہے کہ ہاؤس میں غلط جواب پیش ہوا ہے اور اس بارے میں انکوائری کی جا رہی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس کی انکوائری کمیٹی کا نام announce کریں کہ یہ انکوائری کون کرے گا اور اس کو کون chair کرے گا اور یہ معاملہ کب تک ہاؤس میں دوبارہ پیش ہو جائے گا؟  
جناب سپیکر: دیکھیں! متعلقہ وزیر آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ وہ بھی اس پر انکوائری کر رہے ہیں اور وہ انکوائری کر کے ہمیں رپورٹ دیں گے۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! غلط جواب سے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس حوالے سے ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: یہ بھی اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میرا supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں متعلقہ وزیر صاحب سے وضاحت چاہوں گا کہ فزیکل ایجوکیشن جو کالج ہے جہاں پر ابھی بھرتیوں یا لیکچرارز اور سٹوڈنٹس کا ذکر ہوا ہے۔ یہ بہت پرانا کالج ہے۔ ایک کالج گلبرگ لاہور میں ہے اور یہاں پر طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہوتی تھی جو یہاں پر سارے پاکستان سے آتے تھے لیکن آج status یہ ہے کہ وہاں پر سٹوڈنٹس ہر سال بتدریج کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر کالج میں یونیورسٹیاں بن گئیں اور کالج بن گئے اور فزیکل ایجوکیشن ان کا اپنا ایک ڈیپارٹمنٹ ہو گیا اور طلباء regular colleges میں جانا شروع ہو گئے as compare to the physical education college میرا وزیر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا حکومت پنجاب وزارت تعلیم فزیکل ایجوکیشن کالج لاہور میں دوسری ریگولر کلاسیں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس کو اسی طرح فزیکل ایجوکیشن کا exclusively رکھنا چاہتی ہے اور آہستہ آہستہ اساتذہ اور سٹوڈنٹس کی تعداد جو بتدریج کم ہو رہی ہے وہ ختم کرنے کا ارادہ تو نہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ policy matter ہے اس پر fresh question آنا چاہئے کیونکہ فزیکل ایجوکیشن کا ایک مقصد ہوتا ہے جس میں خصوصی مقصد کے لئے تعلیم دی جاتی ہے۔ باقی عام تعلیم دینے کے لئے کالج یہاں موجود ہیں اس کے لئے fresh question دے دیں اس پر محکمہ تعلیم غور کرے گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ آج یہاں پر جواب موصول ہوا اور وہ بھی مکمل نہیں تھا اور اس پر آپ نے کمیٹی قائم کر دی ہے لیکن اس میں گزارش یہ ہے کہ ان کو time limit دیا جائے کیونکہ پہلے بھی ان appointments میں کافی بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ اب چونکہ گورنمنٹ چھٹیوں کے بعد دوبارہ بھرتیوں کا ارادہ رکھتی ہے تو اس وقت تک یہ فیصلہ ہو سکے اس لئے اس کو time limit دیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! یہ جو معزز ممبر نے کہا ہے یا جو بے ضابطگیوں کی بات ہوئی تھی وہ صرف ایجوکیشن کے حوالے سے نہیں تھی بلکہ باقی محکموں کے حوالے سے بھی

ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ اس کے لئے ہم کمیٹی بنائیں گے اور جتنی بھی غیر قانونی بھرتیاں ہوئی ہیں ان سب کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس میں محکمہ تعلیم کی بھرتیاں بھی شامل ہوں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون رکن نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایما پر طبع شدہ سوال نمبر 65 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، نمبر بولیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: سوال نمبر 65 ہے۔

ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں اسٹنٹ پروفیسرز

اور لیکچرارز کی خالی اسامیاں

\*65: انجینئر قمر اسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں اسٹنٹ پروفیسرز اور لیکچرارز کی کتنی آسامیاں خالی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں لیکچرارز کی 221 اور اسٹنٹ پروفیسرز کی 188 آسامیاں

خالی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میرز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ جو جواب دیا گیا ہے

specifically ضلع راولپنڈی کے کالجوں کے بارے میں ہے۔ اس میں لیکچرارز کی 221 اور

اسٹنٹ پروفیسرز کی 188 آسامیاں خالی ہیں۔ میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ یہ آسامیاں کب

تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیونکہ ابھی بھرتیوں پر پابندی تھی جو نہی

پابندی ہٹتی ہے اور جو آسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی ہونی ہیں پہلے ہی محکمہ تعلیم نے

پبلک سروس کمیشن کو لکھ کر دے دیا ہے اور انشاء اللہ ان پر جلد تعیناتی ہوگی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جو نہی کا مطلب مجھے سمجھ نہیں آیا۔ جو نہی بڑی wage سی ایک term ہے۔ محکمہ تعلیم میں پچھلے پانچ سالوں میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کے بعد اب ایک عوامی حکومت آئی ہے تو اس کا نتیجہ نظر آنا چاہئے۔ موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے سے پہلے یہ اسمبلیاں پُر ہو جانی چاہئیں۔ اس حوالے سے میں وزیر تعلیم سے یقین دہانی چاہوں گی کہ وہ on the floor of the House اس بات کو assure کروائیں کہ موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے سے پہلے پورے پنجاب میں یہ تمام اسمبلیاں پر کر دی جائیں گی۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمہ تعلیم اور دیگر محکمے پبلک سروس کمیشن کو appointment کے لئے سفارش کرتے ہیں۔ وہ انٹرویو کرتے ہیں اور جو امیدوار ان کی اہلیت مکمل کر لیتے ہیں اور select ہو جاتے ہیں تو ان کو فوراً محکمہ بھرتی کر لیتا ہے۔ ابھی انہوں نے بھیجا ہوا ہے اور جب بھی پبلک سروس کمیشن سے selection ہو گی تو محکمہ تعلیم فوری طور پر ان کو appoint کرے گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے گزارش ہے کہ جو پچھلے تین تین، چار چار سال سے پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور میرے ضلع راولپنڈی میں، میرے حلقہ میں ایسے کالج ہیں جہاں کل 22 اسمبلیاں ہیں اور 15 خالی پڑی ہیں۔ وہاں پڑھنے والے بچوں کا کیا تصور ہے؟ اور کوئی specific time limit وزیر قانون یا وزیر تعلیم مقرر کر کے پبلک سروس کمیشن کو اس House سے اوپر تو نہیں ہے۔ جتنی بھی سکولوں اور کالجوں میں اسمبلیاں خالی ہیں تو براہ مہربانی ان کے لئے specific time مقرر کیا جائے تاکہ جو ظلم و زیادتی طلباء کے ساتھ ہو رہی ہے، اس سے بچا جاسکے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے 30۔ ارب روپے کی خطیر رقم تعلیم پر رکھی ہے اور موجودہ حکومت کا emphasis ہے کہ تعلیم کو بہتر کیا جائے اور اس کے لئے بھاری رقوم رکھی گئی ہیں۔ اس میں تمام خالی اسمبلیوں پر انشاء اللہ تعالیٰ جلد بھرتی کا process پورا کیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ مجھے یہ یاد کروانا چاہئے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے ایمر جنسی لاگو کی ہوئی ہے خاص طور پر صحت اور تعلیم کے شعبوں میں اور اگر

وزیر صاحب یہ assurance ہی نہیں دے سکتے کہ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد جب دوبارہ سکول اور کالج کھلیں گے تو ابھی دو مہینے باقی ہیں، اگر ہم نے ایمر جنسی نافذ کرنے کی بات کی ہے تو دوسری طرف یہ assurance ہی نہیں دی جاسکتی کہ محکمہ تعلیم کے بارے میں ہم پھر کیا سوچ سکتے ہیں؟ نیا تعلیمی سال ستمبر سے شروع ہو رہا ہے تو یہ بہت ضروری ہے on the Floor of the House وزیر تعلیم یہ assurance دلائیں کہ محکمہ تعلیم اس کے اوپر strict اور فوری ایکشن لے گا۔ وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن خود مختار ادارہ ہے۔ محکمہ تعلیم نے تمام خالی اسامیوں کے لئے انہیں لکھ کر بھیجا ہوا ہے۔ وہ اپنے شیڈول کے تحت انٹرویو لیتے ہیں اور اس کے بعد selection کرتے ہیں اور جو نہی selection ہوتی ہے تو محکمہ تعلیم تمام اسامیوں پر بھرتی کر لے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بھرتیوں پر اختلاف ہے۔ اس بات پر اختلاف انہیں نہیں ہے بلکہ وہ آپ سے assurance یہ چاہتے ہیں کہ اب گرمیوں کی چھٹیاں ہو چکی ہیں۔ کیا گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد آپ یہ appointments مکمل کر کے ان اسامیوں کو fill کر دیں گے یا نہیں؟ اس کی وہ آپ سے assurance چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رانا صاحب بھی تشریف فرما ہیں تو ان کا بھی موقف سن لیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! کیا پبلک سروس کمیشن اس اسمبلی سے اعلیٰ وارفع ادارہ ہے جو اس کے مطابق نہیں چل سکتا اور ہماری وزارتوں کی requirement پوری نہیں کر سکتا؟

جناب سپیکر: جی، میرا خیال ہے کہ اس بارے میں رانا صاحب کی بات سن لیں۔ جی، رانا صاحب! وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانائثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک جو معزز ممبران نے بات کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو اربوں روپے کے اشتہار محکمہ تعلیم کے فنڈز میں سے اپنی ذاتی تشریف کے لئے دیتے رہے انہوں نے کس طرح سے اس ملک کے نظام تعلیم کو برباد کیا ہے اور محکمہ تعلیم کی واقعی یہ حالت ہے کہ اس کی کوئی بھی بات سیدھی نہیں ہے۔ اب ہم نے انتہائی محنتی اور مخلص قسم کے dedicated آفیسر کے ذمے یہ بات لگائی ہے تو اب یہ ہے کہ جو بات پانچ سال، میں آٹھ سال میں بگاڑی گئی ہے اس کو میں سمجھتا ہوں کہ درست کرنے کے لئے سال تو نہیں لیکن اگر within 1/2 month جو ہے ہم معاملات کو اگر regulate کر

لیں، بہتر کر لیں اور اسی ہاؤس کے معزز ایوان کو اس کے اوپر اعتماد ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنا ٹائم تو ڈیپارٹمنٹ کو دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری پبلک سروس کمیشن کی بات کی ہے تو اس کی اپنی capacity ہے، جب ہم کوئی معاملہ اس کو refer کرتے ہیں کہ آپ اتنی appointments ہمیں کر کے بھیجیں تو ان کی اپنی ایک capacity ہے، اس میں کچھ دیر ہو جاتی ہے، اب گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس capacity کو تھوڑا بڑھائیں تاکہ یہ معاملات جلد از جلد ہو سکیں۔ میں اپنے معزز بھائی کو واضح کرنا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن independent ادارہ ہے۔ اس کے اوپر گورنمنٹ کا قطعی طور پر کسی قسم کا otherwise administrative کوئی اختیار نہیں ہے، اگر یہ اختیار ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس ادارے کے وجود کا مقصد ہی فوت ہو جائے تو اس قسم کی ہم انہیں کوئی direction نہیں دے سکتے لیکن ان کی capacity کم ہے تو ان کی اس capacity کو بڑھا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملات جلد حل ہو جائیں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پبلک کے لئے جو ادارہ بنایا گیا ہے اگر وہ آپ کے اختیار میں نہیں ہے، آپ کو بنانے کا اختیار تھا، اس سے کام لینے کا نہیں ہے تو میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ کو ان کے معاملات میں interference کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ وہ اپنے معاملات کو انجام دینے میں خود مختار ادارہ ہے لیکن اس کے لئے اگر آپ کو ایک آدمی، ایک سیٹ کے لئے ایک requirement ہے اور وہ وقت پر نہیں ملتی تو آپ ان سے demand نہیں کر سکتے؟ اگر نہیں تو یہ House یا آپ وفاقی حکومت کو بھیجیں، اس پر ایک قرارداد پاس کریں، اس پر کام ہونا چاہئے۔ یہ پنجاب کے لوگوں کے لئے ایک بہت ضروری معاملہ ہے کہ کوئی اسامی خالی ہو اور وہ اسے نہ پُر کرے اور آپ کہیں کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کے ساتھ، اس صوبے کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے اور اس کی constitution کا آپ کو پتا ہے کہ وہ کسی influence میں نہیں ہے لیکن میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے تمام خالی پوسٹیں جو پبلک سروس کمیشن سے متعلقہ ہیں، تمام اسامیوں کے لئے ہم پبلک سروس کمیشن کو

refer کریں گے۔ ان کا بھرتی کرنے کا اپنا ایک criteria ہے وہاں پر eligible ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے، اگر انٹرویو میں جاتے ہیں وہ select ہی نہیں ہوتے تو ان کا اپنا ایک criteria ہے۔ selection انہوں نے کرنی ہے۔ محکمہ تعلیم تمام خالی اسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن کو request کرے گا کہ تمام بھرتیاں کی جائیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): پوائنٹ آف آرڈر۔  
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں تو اگلا سوال take up کیا جائے۔  
جناب سپیکر: کارہ صاحب! نہیں ذرا معاملہ چلنے دیں۔ ان کی تسلی ہونے دیں اور ایسے تو بات نہیں چلے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔  
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے حیرت ہے بار بار وزیر موصوف ہمیں پبلک سروس کمیشن کا تو بتا رہے ہیں، ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ appointing authority ہیں لیکن basically جو آپ نے پالیسی دینی ہوتی ہے وہ محکمہ تعلیم نے دینی ہے اور بھرتی پر سے پابندی حکومت پنجاب نے ہٹانی ہے اس کا پبلک سروس کمیشن سے کوئی لینا دینا نہیں ہے تو جب ان کو apply نہیں کریں گے، جب آپ ان کو کہیں گے ہی نہیں کہ ہمیں ٹیچرز چاہیں یا لیکچرارز چاہیں تو وہ appoint کیسے ہوں گے؟ ہمیں پبلک سروس کمیشن کی formation بتانے کی بجائے محکمہ تعلیم کی پالیسی بتائی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اصل میں معاملات جو House میں چل رہے ہیں وہ آپ سے assurance یہ چاہتے ہیں کہ آپ یہ پابندی کب تک ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی ریکروٹمنٹ ہو سکے؟



وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے ہمیں لکھ کر بھیج دیا ہے۔ محکمہ تعلیم کی تمام خالی اسامیوں کی بھرتیوں کے لئے ہم بھیج رہے ہیں کہ وہ فوراً بھرتی کریں اور پابندی ختم ہو لیکن اب بھرتی انہوں نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ پابندی ختم کر رہے ہیں۔ میں assurance چاہتا ہوں۔ یہ جو رانا صاحب فرما رہے ہیں تو آپ اس کے متعلق کیا کہیں گے؟ کیونکہ ان کو تو عارضی طور پر سوالوں کے جواب دینے کے لئے کہہ دیا گیا ہے تو رانا صاحب! آپ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): جناب سپیکر! اولکھ صاحب نے جو آپ کو یقین دہانی، on the floor of the House کروائی ہے تو میری request ہے کہ آپ اس کے اوپر یقین کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن ایک ادارہ ہے، کبھی یہ زندہ ہو جاتا ہے، کبھی یہ مرجاتا ہے، کبھی یہ functional ہوتا ہے، کبھی یہ functional نہیں ہوتا اور کبھی ماورائے ادارہ بھرتیاں بھی ہوتی رہی ہیں۔ اس پر کوئی وزیر صاحب مجھے جواب عنایت فرمائیں۔ ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! ان کی بات سنی جائے شاید کوئی اچھی بات ہمارے سامنے آجائے۔ ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہی ہے کہ اگر حکومت پنجاب کا یہ slogan ہے کہ ہم نے health اور education میں ایمر جنسی نافذ کی ہوئی ہے تو کیا ایمر جنسی services پر بھرتیوں پر پابندی حکومت لاگو کر سکتی ہے۔ اگر کی ہے تو بتایا جائے کہ کیا یہ غلط ہے یا ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے بار بار کہا ہے کہ بھرتیوں پر پابندی نہیں ہے۔ ہم پبلک سروس کمیشن کو بھرتیوں کے لئے بھیج رہے ہیں اور ان کا ایک طریق کار ہے اس کے تحت وہ بھرتیاں کریں گے، جو select ہوں گے انہیں وہ بھرتی کر لیں گے۔

راجہ شوکت عزیز: بھٹی! جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز: بھٹی! جناب سپیکر! کیا انہوں نے سکولوں کی بھرتیوں کے لئے بھی پبلک سروس کمیشن میں بھیجا ہے یا صرف کالجوں کی بھرتیاں وہاں بھیجی ہیں جب کہ نئے devolution plan کے تحت وہ ضلعی حکومتوں کے اختیار میں ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! یہ question hour چل رہا ہے اگر آپ کا ضمنی سوال ہو تو وہ بہتر ہوگا، آگے آپ کی مرضی ہے کیونکہ ماشاء اللہ آپ ایک پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں اس لئے میں آپ سے ملتے ہوں کہ اس وقت ضمنی سوالات چل رہے ہیں اگر آپ اس بارے میں مناسب سمجھیں تو بہتر ہوگا۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی ضمن میں ہے۔ میں نے بڑے عرصے سے Education Department کو اپنے سوالات put کئے ہوئے تھے میرے سوال کا جواب صفحہ نمبر 15 اور 17 پر ہے۔ جس طریقے سے question hour چل رہا ہے میرا تو نہیں خیال کہ ایک مہینے بعد بھی میرے سوالات کے جوابات آئیں گے۔ میری آپ سے مودبانہ گزارش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو ضمنی سوال کی اجازت دیں اور زیادہ سے زیادہ سوالات entertain کریں تاکہ ہم سب کی باری آجائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ دیکھیں میں کیا کروں، بتائیں؟ میرے خیال میں ہم اب اگلا سوال لیتے ہیں اس کو چھوڑیں۔ اگلا سوال رانا محمد اقبال کا ہے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 21 ہے۔

حلقہ پی پی۔ 137، 138 میں تعلیمی اداروں، اساتذہ، ملازمین

اور خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

\*21: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

- (الف) حلقہ پی پی-137، 138 لاہور میں کل کتنے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں، ان کے نام کیا ہیں۔ ان اداروں کے اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تعداد کیا ہے، سکول / کالج وائزان کے نام، ولدیت، عمدہ جات، مستقل و عارضی تعیناتی کیا ہے؟
- (ب) ایک ہی ادارہ میں ایک سے زائد بار تعینات اساتذہ کرام اور ملازمین کی کیا تفصیل ہے، ان کے نام اور عمدہ جات کیا ہیں، ان کی بار بار تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں؟
- (ج) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں 1997 سے 2008 تک جن اساتذہ کرام اور ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی ان کے نام، ولدیت، عمدہ جات اور سزا و جزا کی تفصیل بیان کی جائے؟
- (د) ان اداروں میں اساتذہ کرام اور دیگر ملازمین کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، کیڈر وائز تفصیل بیان کی جائے اور کیا حکومت ان کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب؟
- (ه) کیا حکومت مذکورہ بالا حلقوں میں خواتین کا کوئی کالج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت اس ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟
- وزیر سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اوکھ):

(الف) حلقہ پی پی-137

بائی سکول	مڈل سکول	پرائمری سکول	مسجد مکتب	کل
8	11	18	4	41

حلقہ پی پی-138

کل تعداد

بائی سکول	مڈل سکول	پرائمری سکول	مسجد مکتب	کل
3	07	10	5	25
11	18	28	09	66

ان کے ناموں کی لسٹ تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حلقہ پی پی۔ 137 اور حلقہ پی پی۔ 138 کے اساتذہ اور دیگر ملازمین

حلقہ پی پی۔ 137	کل اساتذہ	مستقل اساتذہ	عارضی اساتذہ	دیگر ملازمین	کل تعداد
452	431	21	89	541	
203	145	58	48	251	
655	576	79	137	792	کل تعداد

درج بالا پوزیشن کی لسٹ سکول وار اور حلقہ وار تسمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے سکول وار ان کے نام، ولدیت، عمدہ جات، مستقل و عارضی تعیناتی سٹاف سٹیٹمنٹس تسمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تمام اداروں میں ملازمین کی تعیناتی بار بار نہ ہوئی ہے۔

(ج) 1997 سے 2008 تک جن اساتذہ اور ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے ان کی تعداد ضلع لاہور میں 490 اور ضلع شیخوپورہ میں 1220 ہے۔ ان کے نام مع جزا اور سزا اور نام، ولدیت وغیرہ تفصیل تسمہ (ڈی) اور (ای) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام آسامی	تعداد
1-	ایس۔ ایس	06
2-	ایس۔ ایس۔ ٹی	15
3-	جے۔ ایس۔ ٹی	40
4-	ایس۔ وی	21
5-	او۔ ٹی	03
6-	اے۔ ٹی	07
7-	پی۔ ای۔ ٹی	04
	اساتذہ کی کل خالی اسامیاں	274

8-	ڈی۔ ایم	03	
9-	پی۔ ٹی۔ سی	154	
10-	ای۔ ایس۔ ای	12	
11-	ایس۔ ایس۔ ای	06	
12-	جی۔ ایس۔ ایم۔ ٹی	03	ملازمین کی کل خالی اسامیاں
13-	ایل۔ اے	01	22
14-	کلرک	01	
15-	واٹر مین	01	
16-	مالی	03	
17-	چوکیدار	02	
18-	سوپر	08	
19-	سکیورٹی گارڈ	06	

کل اسامیاں خالی 296 مستقبل قریب میں ان اسامیوں کو پر کرنے کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔  
(ہ) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کالجز راوی ٹاؤن اور شالیمار ٹاؤن لاہور میں واقع حلقہ  
پی پی۔ 138 میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہدرہ کاپی سی ون تیار ہو چکا ہے اور مذکورہ  
سکیم اے۔ ڈی۔ پی میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد اقبال خان (پی پی۔ 137): جناب سپیکر! اس میں کافی teachers کافی دیر سے فارغ ہیں  
ان کو appoint ہونا چاہیے اگر نہیں ہو سکے تو کم از کم اب گرمیوں کی چھٹیوں میں ان کی  
appointment ہو جانی چاہیے۔ آخر میں انہوں نے گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہدرہ کے  
لئے کہا ہے کہ A.D.P میں آچکا ہے لیکن جگہ کا تعین نہیں کیا مہربانی کر کے جگہ کا تعین کیا جائے۔  
جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے جس کالج کا ذکر کیا ہے انشاء اللہ وہ اس A.D.P میں شامل ہو گا وہ تعمیر ہو گا اور جگہ کی بھی تلاش کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

رانا محمد اقبال خان (پی پی۔ 137): جناب سپیکر! جگہ بتائی جائے کہ یہ کہاں بنے گا؟

جناب سپیکر: آپ دونوں بیٹھ جائیں اور settle کر لیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): ایسا کریں کہ رانا صاحب جگہ کی تلاش کرا دیں، تعمیر ہم کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! شاہد رے ہسپتال کے سامنے انٹر میڈیٹ گریڈ کالج ہے اور اسے up grade کر کے ڈگری کالج بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، شکریہ۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر مختار احمد بھرت!

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے صرف اتنا سوال ہے کہ یہ جو لکھا ہے کہ حکومت کالج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جن علاقوں میں کالج کی ضرورت ہے وہاں کالج بننے چاہئیں تو کیا حکومت نے اس سلسلے میں کوئی ایسی پالیسی بنائی ہے یا صرف M.P.As اور M.N.As کی recommendations پر کالج تعمیر ہوں گے؟ کیونکہ آج تک ایسا ہوتا آیا ہے کہ M.P.As اور M.N.As کی recommendations پر اور جہاں کے M.P.As اور M.N.As مضبوط ہیں اور جس کی سنی جاتی ہے اس نے اپنے حلقے میں دس دس کالج بنوائے ہیں اور جن کی نہیں سنی جاتی ان علاقوں میں لوگ کالج کے لئے ترس رہے ہیں تو کیا حکومت کے پاس ہائی سکول کی کوئی average ہے اور وہ ان چیزوں کو دیکھ کر کوئی ایسی پالیسی بنا رہی ہے تاکہ ان علاقوں کی بھی سنی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے پالیسی واضح ہے کہ جہاں جہاں کالج کی ضرورت ہے وہاں feeder school دیکھے جاتے ہیں، enrollment دیکھی جاتی ہے اور وہاں کے لوگوں کی demand دیکھی جاتی ہے اور اس کے مطابق نئے کالج تعمیر کئے جاتے ہیں۔ حکومت نے کافی رقوم بجٹ میں رکھی ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ نئے کالج تعمیر کریں گے۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ نہ ایسا پہلے کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہونے کے کوئی chances ہیں۔ یہ recommendations پر کالج بننے ہیں، خدا را! یہاں ہاؤس میں جس کے بارے شور مچ رہا ہے کہ چالیس لاکھ ضائع ہو رہا ہے آج یہ پالیسی وضع کر دیں کہ جن علاقوں میں مناسب کالج موجود نہیں ہے وہاں کی کوئی پالیسی بنادیں تاکہ ان کالج کے لڑکے اور لڑکیاں اپنی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: ضرورت کے مطابق، feasibility کے مطابق وزیر صاحب ان کو کہیں کہ survey کر کے دوبارہ رپورٹ دیں۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! Survey کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں؟ وہ بھی تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو M.P.As اور M.N.As کے نیچے ہوتے ہیں اور ماتحت ہوتے ہیں۔ انہیں جیسا کہا جائے گا انہوں نے survey کرنا ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کی سطح پر اور جو ان کے پاس سکول کا record ہے جس کو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے computerized کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میرے خیال میں پنجاب میں کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں سے کوئی M.N.A اور M.P.A نہ ہو۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب والا! بالکل ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ اس M.P.A اور M.N.A کی شنوائی اوپر تک ہو۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! M.P.A اور M.N.A صاحبان ہمارے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہیں اپنے اپنے حلقے میں پتا ہوتا ہے کہ میرے حلقے میں کس جگہ کیا ضرورت ہے، میں نے کس جگہ کالج بنوانا ہے، کس جگہ میں نے ٹینکی بنوانی ہے۔ وہ خدا نخواستہ عوام کے خلاف تو بات نہیں کرتے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔  
جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! ہمارے معزز بھائی جن کا تعلق (ق) لیگ سے ہے اور پچھلی دفعہ بھی یہ حکومت میں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ پچھلی حکومت نے کس طرح پیسوں کو ضائع کیا اور ان کی کوئی پالیسی نہیں تھی لیکن جو ہماری education policy ہے وہ کوئی مہینہ یا دس دن میں نہیں بنے گی بلکہ ہم ایک solid policy لے کر آئیں گے اور اس میں ہم نہ صرف member کو شامل کریں گے بلکہ feasibility, value of money کو مد نظر رکھیں گے اور ایسا بالکل نہیں ہوگا کہ جہاں پر طالب علم نہیں ہیں اور اساتذہ نہیں ہیں وہاں سکول اور کالج بنائے جائیں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرت: جناب سپیکر! میرا تعلق جس مرضی پارٹی سے ہو میں صرف ان سے یہ بات کر رہا ہوں کہ پچھلی حکومت نے جو کیا، سو کیا اور اس حکومت کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ آپ لوگوں کے سامنے ہے میرا وزیر موصوف سے صرف اتنا سوال ہے کہ میں صرف ایک پالیسی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! تعلیم کے لئے نہ کسی پارٹی کی ضرورت ہے، نہ کسی گروپ کی ضرورت ہے، تعلیم پاکستان کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کالج بنانے کے لئے پہلے feasibility بنتی ہے، enrollment دیکھی جاتی ہے، feeder schools دیکھے جاتے ہیں پھر اس کے مطابق کالج بنائے جاتے ہیں۔ حکومت اسی پالیسی کے مطابق نئے کالج بنائے گی۔ اگر ان کے حلقے میں کہیں ضرورت ہوگی تو ان کے حلقے میں بھی کالج بنایا جائے گا۔

رانا محمد اقبال خان (پی پی-137): جناب سپیکر! میرے حلقے میں جو گریڈ کالج بن رہا ہے اس کی جگہ کا تعین نہیں ہو رہا۔ ڈاکٹر اسد اشرف نے جو کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ لہذا وزیر تعلیم صاحب مہربانی فرما کر مجھے جگہ بتائیں کہ کالج کہاں بنے گا؟

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ آپ تشریف رکھیں، اجلاس کے بعد آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں وہ آپ کو صحیح جگہ بتادیں گے۔



راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اجازت ہو تو میں ایک ضمنی سوال کر لوں۔  
 جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمنہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا ان کا سوال  
 dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ شاہ صاحب اپنا سوال نمبر  
 بولیں۔۔۔ حسن مرتضیٰ صاحب نہیں ہیں؟  
 سید حسن مرتضیٰ: جناب میں کھڑا ہوں۔  
 جناب سپیکر: پھر آپ سوال نمبر کیوں نہیں بول رہے؟  
 سید حسن مرتضیٰ: جناب! مائیک کھلے تو بولوں۔  
 جناب سپیکر: شاہ صاحب کا مائیک کھولا جائے۔  
 سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا  
 ہوا تصور کیا جائے۔  
 جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جھنگ کے سکولز اور کالجز کے نام اور بغیر عمارات  
 تعلیمی اداروں سے متعلق تفصیلات

- \*37: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
- (الف) ضلع جھنگ میں کتنے سکول اور کالجز ہیں ان کے نام کیا ہیں؟
- (ب) جو سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں ان کے نام فراہم کئے جائیں۔
- (ج) 2003 سے آج تک کتنے سکولوں اور کالجز کی عمارتیں کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئی  
 ہیں۔
- (د) بغیر عمارتوں کے سکولز و کالجز کی کب تک عمارتیں تعمیر کی جا رہی ہیں؟
- وزیر سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):
- (الف) ضلع جھنگ میں کل سکولوں کی تعداد 3057 اور کالجز کی تعداد 11 ہے ان تعلیمی اداروں  
 کے درجہ وار اعداد و شمار کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع جھنگ میں کل 121 سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں۔ فہرست ”بی“ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع جھنگ 2003 سے تا حال کل 6 کالج 34 مردانہ سکولوں اور 76 زنانہ سکولوں کی عمارتیں مکمل ہوئی ہیں جن پر کل لاگت 204.336 ملین آئی ہے۔ (فہرست ”سی“ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) ضلع جھنگ میں جو سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں ان کو ضلعی حکومت جھنگ فنڈز کی دستیابی اور علاقائی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے مرحلہ وار اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ ضلع جھنگ میں 121 سکول بغیر عمارتوں کے چل رہے ہیں۔ وزیر موصوف نے یہ 121 کے غلط figures دیئے ہیں۔ پھر انھوں نے جز (د) میں جواب دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ پہلے جز (ب) کو لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اکٹھا کہہ دیتا ہوں وہ جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلو ٹھیک ہے۔ اگر آپ اس سے مطمئن ہوتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے جز (د) میں کہا ہے کہ ضلعی حکومت فنڈز کی دستیابی اور علاقائی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے مرحلہ وار اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرتی رہتی ہے۔ وزیر موصوف واضح کر دیں کہ ان کو شامل کرنے کا کیا criteria ہے کیونکہ ہم پچھلے دور میں اپوزیشن میں تھے اور ایجوکیشن سیکٹر میں ہمیں کوئی فنڈ نہیں ملا۔ ہماری کوئی عمارت نہیں بنی، کسی عمارت کی مرمت نہیں ہوئی، ہمارے حلقے میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی تو بتائیں کہ کیا criteria بنایا ہے یا اب بھی پہلے کی طرح ہمارے ساتھ سلوک ہونا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع جھنگ میں جو سکول عمارتوں کے بغیر کام کر رہے ہیں ان کو ضلعی حکومت جھنگ فنڈز کی دستیابی اور علاقائی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے

مرحلہ وار اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرتی ہے۔ یہ سوال ضلعی حکومت سے متعلق ہے اور ضلعی حکومت نے ہی وہاں پر فنڈز allocate کرنے ہیں اور انہوں نے ہی نشاندہی کرنی ہے اور ان کی نشاندہی پر ہی سکولوں کی پسماندگی پر ہی missing facilities دی جاتی ہیں اور ضلعی حکومت اس پر تعمیر کرے گی۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اب نماز عصر کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے، اس کے بعد انشاء اللہ ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)  
(نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 2 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)  
مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! کافی دنوں سے میں نے اپنے سوالات بھیجے ہوئے تھے چونکہ وقفہ سوالات میں وقت تھوڑا رہ گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے سوالات کے جوابات دیئے جائیں تاکہ میں ان پر ضمنی سوال کر سکوں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے سوال نمبر 124 اور سوال نمبر 171 کو اگر آپ اگلے rotor day کے لئے defer کر دیں تو میں بہت مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، pending کئے جاتے ہیں۔ جی، شاہ صاحب! کدھر پہنچے ہوئے تھے آپ؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال تھا کہ اس جواب کے جز (ب) میں انہوں نے سکولوں کی تعداد 121 بتائی ہوئی ہے یہ بالکل غلط جواب ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ یہ اس پر ذرا وضاحت کر دیں یا یہ حلقہ وار بتادیں کہ کتنے کتنے سکول فلاں حلقے میں ہیں، اگر یہ نہیں بتا سکتے تو تحصیل وار بتادیں کہ کتنے کتنے ہیں کیونکہ ایک این اے۔ 86 میں 121 سکول بغیر بلڈنگ کے چل رہے ہیں اور انہوں نے پورے ضلع میں ایسا کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ جز (ب) کے حوالے سے آپ سے پوچھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤ الدین: وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پتا ہے اور ابھی اس میں دو منٹ باقی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اس طرح میرے سوال تو اسی طرح ہی رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جو قانون میں لکھا ہوا ہے، اس کے مطابق ہی ہمیں چلنا پڑے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: اس پر ٹائم extend کر دیں۔

جناب سپیکر: قاعدے اور قانون کے مطابق ہی ہمیں چلنا چاہیے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! وزیر صاحب نے تو دو منٹ اٹھنا ہی نہیں ہے۔ پانچ منٹ تو انہوں نے اٹھنے میں لگا دیئے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): کون سے جز کا یہ پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا سوال نمبر 37 ہے اس کے جز (ب) کے بارے میں آپ سے تفصیل مانگ رہے ہیں، اگر ممکن ہے تو بتادیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تفصیل بہت لمبی ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ایوان کی میز پر آپ رکھنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تفصیل بہت لمبی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر انہوں نے آپ سے ضمنی سوال کر دیا ہے۔ آپ ضمنی سوال کا جواب کیسے دیں گے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب ہے کہ ضلع جھنگ میں 121 سکول بغیر عمارتوں کے کام کر رہے ہیں۔ فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے وہ میز پر رکھی ہوئی پڑھی ہے۔

جناب سپیکر: اب صرف ایک منٹ رہ گیا ہے۔ اگر آپ گزارا کر سکتے ہیں تو کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری پھر request ہے کہ میرا ایک اور سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پھر pending کریں؟

سید حسن مرتضیٰ: وزیر صاحب اگر کہتے ہیں تو میں ویسے ہی چھوڑ دیتا ہوں، اسے رہنے دیں لیکن میرا ایک اور سوال نمبر 37 (الف) ہے جو آنا نہیں ہے۔ اسے اگر آپ pending کر دیں تو میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اسے pending کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔  
وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

### نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے کیمپس کے لئے

اراضی کی الاٹمنٹ کا مسئلہ و دیگر تفصیل

\*108: محترمہ ثمنہ نوید: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے کیمپس کا قیام 2005 میں ہوا تھا؟  
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کیمپس کے لئے 50 ایکڑ اراضی مختص کی گئی تھی؟  
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کیمپس کے لئے ضلع ناظم نے 125 ایکڑ اراضی مختص کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(د) اگر جہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس وقت مذکورہ کیمپس کے لئے کتنی اراضی مختص ہو چکی ہے اور کتنے رقبے پر تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور کتنے رقبے پر تعمیر جاری ہے اور اس پر خرچ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اسلامیہ یونیورسٹی کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ کیمپس کیلئے ضلع ناظم کے اس اعلان کے بارے میں کوئی معلومات نہ ہیں

(د) اسلامیہ یونیورسٹی نے مذکورہ زمین کی یونیورسٹی کے نام منتقلی کا معاملہ بورڈ آف ریونیو کو بھجوا دیا ہے تاہم بہاولنگر میں یونیورسٹی کیمپس بنانے کا پراجیکٹ C.D.W.P سے منظور ہو چکا ہے جس کے فنڈز یونیورسٹی کو فراہم کر دیئے گئے ہیں زمین کی منتقلی کے بعد تعمیر کے کام کا آغاز کیا جائے گا۔

### جنوبی پنجاب کے کالجوں / یونیورسٹیوں میں سرانیکی زبان کے لیکچرار کی تعیناتی

\*202: قاضی احمد سعید: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں سرانیکی شعبہ 1989 میں قائم ہوا؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاول الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں 2006 سے سرانیکی کی ایم۔اے کی کلاسیں جاری ہیں؟
- (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان، ملتان، بہاول پور ڈویژن میں متعدد کالجوں میں بی۔اے کی سطح پر سرانیکی کی تعلیم دی جا رہی ہے؟
- (د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیس برس میں بوسن روڈ کالج ملتان میں صرف ایک اسمی کی تقرری عمل میں لائی گئی ہے؟
- (ه) کیا یہ بھی درست ہے کہ پورے جنوبی پنجاب میں اکثر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سرانیکی کی تعلیم دی جا رہی ہے، لیکن وہاں پر سرانیکی پڑھانے کے لئے لیکچرار موجود نہ ہیں؟
- (و) کیا حکومت جنوبی پنجاب کے جن اضلاع میں جہاں جہاں سرانیکی زبان کے لیکچرار نہ ہیں وہاں پر تقرریاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اور کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟
- (ز) جنوبی پنجاب کے کتنے ڈویژنز کے کالجوں / یونیورسٹیوں میں سرانیکی زبان کے لیکچرار موجود ہیں اور کتنے کالجوں میں اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

- (ب) درست ہے۔
- (ج) درست نہ ہے۔ مذکورہ ڈویژنوں کے صرف 04 کالجز (بوسن روڈ کالج ملتان، گورنمنٹ کالج راجن پور، خواجہ فرید کالج رحیم یار خان اور ایس۔ ای کالج بہاولپور) میں بی۔ اے کی سطح پر سرانیکی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔
- (د) بوسن روڈ کالج ملتان میں شعبہ سرانیکی میں کلاسز کا آغاز ستمبر 2000 میں ہوا۔ جس میں ایک لیکچرار تعینات ہے۔
- (ه) جنوبی پنجاب کے تمام کالجز اور یونیورسٹیاں جہاں سرانیکی کی تعلیم دی جا رہی ہے ان میں کچھ منظور شدہ اسامیوں پر اساتذہ تعینات ہیں تاہم گورنمنٹ خواجہ فرید کالج، رحیم یار خان اور گورنمنٹ کالج راجن پور میں اساتذہ رضا کارانہ طور پر شعبہ سرانیکی میں تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں کیونکہ یہاں پر لیکچرار (سرانیکی) کی اسامی منظور شدہ نہ ہے۔
- (و) سرانیکی اساتذہ کی خالی اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو لکھا گیا ہے سلیکشن کے بعد ان پر تعیناتی کر دی جائے گی حکومت کی بھرپور کوشش ہے کہ خالی اسامیوں پر تعیناتی جلد عمل میں لائی جائے۔
- (ز) جنوبی پنجاب کے دو ڈویژنز کے کالجوں / یونیورسٹیوں میں سرانیکی زبان پڑھائی جاتی ہے اور ان میں اساتذہ کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام ادارہ	پروفیسر	ایسوسی ایٹ پروفیسر	اسٹنٹ پروفیسر	لیکچرار
ہماؤ الدین ڈگری یونیورسٹی ملتان	NIL	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔	02 اسامیاں دونوں خالی ہیں۔	کل 105 اسامیاں 02 خالی ہیں۔
بوسن روڈ کالج، ملتان	NIL	NIL	NIL	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔
گورنمنٹ کالج راجن پور	NIL	NIL	NIL	NIL
گورنمنٹ خواجہ فرید کالج رحیم یار خان	NIL	NIL	NIL	NIL
اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور	NIL	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔	01 اسامی جس پر تعیناتی ہو چکی ہے۔	03 اسامیاں تمام پر تعیناتی ہو چکی ہے۔
ایس ای کالج بہاولپور	NIL	NIL	NIL	01 اسامی جو خالی ہے۔

لاہور۔ پنجاب یونیورسٹی میں بورڈ آف سٹڈیز کا قیام و دیگر تفصیلات

\*269: محترمہ عارفہ خالد پریز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں بورڈ آف سٹڈیز قائم ہے؟
- (ب) بورڈ آف سٹڈیز کا فنکشن کیا ہے اور یہ کتنے ممبرز پر مشتمل ہے نیز تمام ممبرز کے نام بتائے جائیں؟
- (ج) بورڈ آف سٹڈیز کے ساتھ کتنے کالجز affiliated ہیں اور رولز کے مطابق affiliated کالجز کے ساتھ سال میں کتنی بار میٹنگ کرنا ضروری ہے؟
- (د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کی بورڈ آف سٹڈیز اپنے affiliated کالجز سے بہت کم میٹنگ کا انعقاد کرتی ہے جس کی وجہ سے کالجز کے ٹیچرز کی سلیبس اور پیپر کے پیژن سے مکمل آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے سٹوڈنٹس کا تعلیمی لحاظ سے بہت نقصان ہو رہا ہے؟
- (ه) اگر جہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سٹوڈنٹس کا علمی نقصان بچانے کے لئے مذکورہ بالا بورڈ کی اپنے affiliated کالجز کے ساتھ زیادہ میٹنگز رکھوانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کمب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

- (الف) درست ہے۔
- (ب) بورڈ آف سٹڈیز کے فنکشنز، پنجاب یونیورسٹی کے کیلنڈر 2002 حصہ اول میں واضح کئے گئے ہیں، جس کی نقل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ہر بورڈ کے ممبران کی تعداد مختلف ہوتی ہے جن کی تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ج) پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ الحاق شدہ کالجز کی تعداد اس وقت 524 ہے۔ ضرورت کے مطابق بورڈ آف سٹڈیز کی میٹنگ کے انعقاد کا بندوبست کیا جاتا ہے۔
- (د) درست نہ ہے بلکہ ضرورت کے مطابق ہی بورڈ آف سٹڈیز کی میٹنگ کے انعقاد کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ الحاق شدہ کالجز کے نامزد ممبران اور کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو ترمیم شدہ نصابات اور پیپر پیژن کی باقاعدہ پیشگی کاپیاں بھیجی جاتی ہیں اس لئے انہیں علم ہوتا ہے کہ نصابی تبدیلی آئی ہے۔ اس لئے اس امر کی شکایت کبھی بھی کسی ممبر نے بورڈ آف سٹڈیز کی میٹنگ میں نہیں کی۔



(ہ) جز (ج) اور (د) کے جوابات کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

### نچکاری کا شکار تعلیمی اداروں سے ہونے والے نقصانات

\*53: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ اکنامک امپریلزم کے دباؤ کے تحت پاکستان خصوصاً پنجاب میں بڑے اہم تعلیمی اداروں کو نچکاری کا شکار کر کے ہمارے تعلیمی نظام کو برباد کیا جا رہا ہے؟
- (ب) کیا یہ درست ہے کہ محض منافع بخش ادارے بنانے کے لئے لاہور کے اعلیٰ ترین تعلیمی ادارے گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال کو کسی کمپنی / این۔جی۔او کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کیا جا رہا ہے جب کہ اس ادارے کی زمین کی قیمت اربوں روپے ہے؟
- (ج) کیا حکومت پنجاب مذکورہ اور دوسرے تعلیمی اداروں کو علم بیچنے والی دکانوں میں منتقل ہونے سے بچانے کے لئے کوئی فوری قدم اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اگلہ):

- (الف) درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے کسی بھی ادارے کی نچکاری نہ کی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی سکیم زیر غور ہے۔
- (ب) درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور کی نچکاری یا اس کو کسی کمپنی یا این۔جی۔او کے حوالے کرنے کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔
- (ج) جز (الف) اور (ب) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

### لاہور میں گرلز کالجز کی تعداد و دیگر معاملات

\*295: چودھری شہباز احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) لاہور میں گرلز کالجز کی تعداد کیا ہے نیز ان میں تعینات تدریسی عملہ کی گریڈ وائر تعداد و تفصیل مہیا کی جائے، ان کالجز میں کون کون سے مضامین پڑھائے جا رہے ہیں، نیز ان مضامین کو پڑھانے والے عملہ کی مضامین وائر فہرست فراہم کی جائے؟

(ب) کس کس کالج میں کون کون سی سیٹ کب سے خالی ہے، فہرست فراہم کی جائے نیز ان کو پر نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں، ان کالجز میں تدریسی عملہ کب سے تعینات ہے؟

(ج) تدریسی عملہ کے تبادلہ کی کیا پالیسی ہے کیا تمام تدریسی عملہ اس پالیسی کے مطابق کام کر رہا ہے، اگر نہیں تو حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تاکہ حکومتی پالیسی پر عمل درآمد ہو سکے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں حکومت پنجاب محکمہ ہائر ایجوکیشن کے تحت کام کرنے والے گرلز کالجوں کی کل تعداد 21 ہے جن کی تفصیل تتمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کالجوں میں تعینات تدریسی عملہ کی گریڈ وائر تعداد کی تفصیل تتمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کالجوں میں پڑھائے جانے والے مضامین اور ان مضامین کو پڑھانے والے عملہ کی مضامین وائر فہرست تتمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کالجوں میں خالی سیٹوں کی فہرست تتمہ (بی) اور تدریسی عملہ کی تعیناتی کی تفصیل تتمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ تعلیم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو لیکچرارز کی بھرتی کیلئے دسمبر 2007 میں ڈیمانڈ بھیجی ہے۔ جیسے ہی ان کی سفارشات موصول ہونیں خالی اسامیاں پر کردی جائیں گی۔

(ج) تبادلوں پر فی الحال حکومت پنجاب نے پابندی عائد کر رکھی ہے۔ تاہم انتظامی امور اور خالی اسامیوں پر تبادلہ جات ہو رہے ہیں۔

لاہور پی پی۔ 144 میں قائم سکولوں، اساتذہ

اور پڑھائی سے متعلقہ تفصیلات

\*85: جناب وسیم قادر: کیا وزیر تعلیم ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔ 144 لاہور میں گورنمنٹ کے سکول کتنے ہیں، ان کی تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں میں پڑھائی نہ ہونے کے برابر ہے، وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں کا سٹاف اکثر اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہتا ہے جس کی وجہ سے بچوں کی تعلیم و تربیت پر برا اثر پڑ رہا ہے، کیا حکومت ایسے سٹاف کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی-144 لاہور میں گورنمنٹ کے سکول

بوائز سیکنڈری	بوائز ہائی سکول	گرلز ہائی سکول	سی ڈی جی ایل گرلز ہائی
1	6	4	3
گرلز ہائی سکول	گرلز پرائمری	گرلز ہائی سی ڈی جی ایل	مسجد مکتب
1	6	3	1
سی ڈی جی ایل گرلز پرائمری	سی ڈی جی ایل بوائز ہائی سکول	بوائز ہائی سکول	بوائز پرائمری
3	2	1	11
11	1		

کل سکولز 42 تفصیل ایوان کی میرز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے مانیٹرنگ ٹیمیں اور محکمہ تعلیم کے افسران تمام سکولوں کا چانک معائنہ کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی سٹاف غیر حاضر پایا جائے تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

سرگودھا میں گرلز کالجوں کی تعداد دیگر تفصیل

\*297: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا میں کتنے گرلز کالج ہیں، ان کالجوں کا سال 2002ء تا 2004ء فرسٹ ایئر اور تھرڈ ایئر کے داخلہ کا میرٹ بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ بالا کالجوں میں میرٹ سے ہٹ کر جو سٹوڈنٹس داخل ہوئے، ان کی تفصیل اور وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

- (الف) سرگودھا ضلع میں 13 گرلز کالجز ہیں اور ان میں 2002-04 کے دوران داخلہ کی میرٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ب) تمام داخلے میرٹ پر ہوئے ہیں۔

محکمہ تعلیم ضلع بہاولنگر میں میرٹ سے ہٹ کر بھرتی و دیگر تفصیل

\*107: محترمہ ثمنہ نوید: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں 2003 سے 2007 تک ہزاروں افراد کو مختلف اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں بھی متذکرہ عرصہ کے دوران مختلف اسامیوں پر مرد اور خواتین کو بھرتی کیا گیا ہے؟
- (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں ریکروٹمنٹ کمیٹی موجود تھی جس کی ذمہ داری تھی کہ تمام اسامیوں پر میرٹ کی بنیاد پر اہل لوگوں کو بھرتی کرے مگر کمیٹی نے بھرتی پالیسی سے ہٹ کر سفارش اور اقربا پروری کرتے ہوئے نااہل افراد کو بھرتی کیا؟
- (د) مذکورہ ضلع میں بھرتی کمیٹی کن افراد پر مشتمل تھی، ان کے نام، گریڈ اور تاریخ تعیناتی کیا تھی نیز میرٹ پالیسی کیا تھی اور جن افسران نے میرٹ پالیسی سے ہٹ کر بھرتی کی ہے، ان کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟
- وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

- (الف) درست ہے۔
- (ب) درست ہے۔
- (ج) جزوی طور پر درست ہے ضلع میں ریکروٹمنٹ کمیٹی موجود تھی جس کی ذمہ داری تھی کہ تمام اسامیاں میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کرے اور کمیٹی نے میرٹ کی بنیاد پر اہل لوگوں کی بھرتی کی، بھرتی پالیسی سے ہٹ کر اقربا پروری کرتے ہوئے کسی نااہل فرد کی بھرتی نہ کی گئی ہے۔
- (د) ضلع ہذا میں بھرتی کمیٹی جن افراد پر مشتمل تھی ان کی تفصیل اور میرٹ پالیسی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور تمام بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے۔
- ضلع شیخوپورہ میں میرٹ کے برعکس بھرتی و دیگر تفصیل

\*111: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ میں سال 2003 سے 2007 تک ہزاروں افراد کو مختلف

اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں بھی متذکرہ عرصہ کے دوران مختلف اسامیوں

پر مرد اور خواتین کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر ضلع میں ایک ریکروٹمنٹ کمیٹی موجود تھی جس کی ذمہ داری

تھی کہ تمام پوسٹوں پر میرٹ کی بنیاد پر اہل لوگوں کو بھرتی کرے مگر کمیٹی نے ریکروٹمنٹ

پالیسی سے ہٹ کر سفارش اور اقرباء پروری کرتے ہوئے بھرتیاں کی ہیں؟

(د) اگر جہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ضلع میں ریکروٹمنٹ کمیٹی کن افراد پر

مشتمل تھی ان کے نام مع گریڈ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز میرٹ پالیسی کیا

تھی اور جن افسران نے میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھرتی کی ہے ان کے خلاف

محکمہ کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی دلکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے کہ ہر ضلع میں ایک ریکروٹمنٹ کمیٹی تھی جس کے سربراہ ڈسٹرکٹ

کوآرڈینیشن آفیسر تھے جنہوں نے مختلف مواقع پر رائج الوقت پالیسیوں کے مطابق میرٹ

پر بھرتیاں کیں مگر یہ درست نہ ہے کہ بھرتیاں سفارش اور اقرباء پروری کی بنیاد پر ہوئیں۔

(د) گورنمنٹ کی طرف سے تشکیل کردہ کمیٹی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کی

منظوری سے بھرتی ہوئی جن کے نام سال 2003 تا 2007 میرٹ پالیسی گورنمنٹ کی

منظور شدہ تھی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کسی آفیسر نے کوئی میرٹ پالیسی

کی خلاف ورزی نہ کی ہے۔

صوبہ پنجاب میں 2007 تک تعلیمی اداروں میں Missing Facility

### پرا خراجات کا مسئلہ

\*127: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بیرونی امداد سے صوبہ بھر کے تمام اضلاع میں

Missing Facility پر سالانہ اربوں روپے خرچ کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بیرونی امداد جو کہ Missing Facility کے لئے تھی

تمام اضلاع میں آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں قائم سکولوں پر Missing Facility کی

مد میں رقم خرچ کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ کے مقابلے میں ضلع گجرات میں Missing

Facility پر زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے جبکہ گجرات سے ضلع شیخوپورہ کی آبادی زیادہ ہے؟

(ه) اگر جہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے 2003 سے 2007 تک صوبہ کے

تمام تعلیمی اداروں میں Missing Facility پر کتنی رقم خرچ کی ہے نیز ضلع

شیخوپورہ اور گجرات کے تعلیمی اداروں میں Missing Facility پر خرچ کی گئی

رقم کی تفصیل سال وار ایوان میں فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اوکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت

سکولوں کی حالت زار بہتر بنانے اور Missing Facilities کے لئے اربوں روپے

فراہم کئے گئے۔ اس سلسلہ میں پنجاب حکومت کے بجٹ کے علاوہ عالمی بنک کا تعاون بھی

شامل رہا۔

(ب) یہ درست نہیں کہ مذکورہ رقم آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی گئی بلکہ اس رقم کو تقسیم کرنے

کے لئے ایک جامع فارمولا طے کیا گیا جس پر ضلعی حکومتوں اور صوبائی حکومت کے مابین

ایک معاہدے کی شکل میں عملدرآمد کروایا جاتا ہے۔ اس معاہدے کے تحت فنڈز کی فراہمی

کا طریق کار درج ذیل ہے:-

1- ضلع کی ضروریات بحصہ 60 فیصد (اس 60 فیصد کے مندرجہ ذیل حصے ہیں)

(الف) ضلعی حکومتوں کی جانب سے دی گئی ڈیمانڈ (20 فیصد)

- (ب) ضلعوں کی شرح ناخواندگی (20 فیصد)
- (ج) ضلع کے سکولوں میں داخل شدہ بچوں کی تعداد (20 فیصد)
- 2۔ ضلعی حکومت کی کارکردگی بحصہ 40 فیصد: (اس 40 فیصد کے مندرجہ ذیل 4 حصے ہیں)
- (الف) ضلعی حکومت کی جانب سے تعلیمی بجٹ میں اضافہ (15 فیصد)
- (ب) ضلعی حکومت کے سکولوں میں داخل بچوں کی تعداد میں اضافہ (10 فیصد)
- (ج) داخل شدہ بچوں میں ڈراپ آؤٹ کی کمی (5 فیصد)
- (د) سکول کونسلوں کے لئے فنڈز کی فراہمی (10 فیصد)
- (ج) درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں قائم سکولوں پر بھی دوسرے اضلاع کی طرح Missing Facility کی مد میں رقم خرچ کی گئی ہے۔
- (د) جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ Missing Facilities کے لئے اضلاع کو رقم ایک جامع فارمولے کے تحت فراہم کی جاتی ہے جس کی تفصیل جز (ب) کے جواب میں درج ہے۔
- (ہ) 2003 سے 2007 تک صوبہ کے تعلیمی اداروں میں Missing Facilities پر خرچ کی گئی رقم 16499.335 ہے جس کی تفصیل گوشوارہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 2003 سے 2007 تک ضلع شیخوپورہ میں 405.443 ملین روپے اور ضلع گجرات میں 415.410 ملین روپے Missing Facilities پر خرچ کئے گئے۔

لاہور میں سرکاری سکولوں کی تعداد و بچوں کی تعداد کے تناسب

سے اساتذہ کی تعداد کا معاملہ

\*178: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) لاہور میں کل کتنے سرکاری پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول موجود ہیں؟
- (ب) ان سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طلبہ کی تعداد کیا ہے؟
- (ج) ان سرکاری سکولوں میں تعینات اساتذہ کی تعداد کیا ہے؟
- (د) کیا سرکاری سکولوں میں اساتذہ اور بچوں کی تعداد کے تناسب کا خیال رکھا جاتا ہے؟

- (ہ) کیا ان سرکاری سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بچوں کی تعداد کی مناسبت سے ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟  
وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی دلکھ):
- (الف) لاہور میں سرکاری سکولوں کی کل تعداد 1310 ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ب) ان سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد 518595 ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ج) لاہور کے تمام سکولوں میں کل اسامیاں 18071، پر شدہ 14217 خالی اسامیاں 3856 ان سرکاری سکولوں میں تعینات اساتذہ کی تعداد کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (د) درست ہے۔ سرکاری سکولوں میں اساتذہ اور بچوں کی تعداد کے تناسب کا خیال رکھا جاتا ہے۔
- (ہ) تمام سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بچوں کی تعداد کے تناسب سے ہے اگر کسی سکول میں تبادلہ کی وجہ سے کمی ہو جائے تو سربراہ ادارہ کی درخواست پر اس کی کوپوراکر دیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کالجوں میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن  
(موجودہ ایس۔ ایس) کی سناریٹی کا معاملہ و دیگر تفصیل

\*180: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور گورنمنٹ کالجوں میں انٹر کی کلاسوں کو فزیکل ایجوکیشن پڑھانے کے لئے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (مرد و خواتین) بھرتی کئے جاتے تھے؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کالجوں میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کو لیکچرار کا کیدر دیا گیا تھا، یہ کیدر کب تبدیل کیا گیا؟



(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور ایلیمینٹری کالجوں میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کو ایس۔ ایس کاکیدر دیا گیا ہے، کیا یہ مختلف اوقات میں دیا گیا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں و ایلیمینٹری کالجوں میں 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن وہی کام کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں جو 1993 میں بھرتی ہونے والے ایس۔ ایس کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں؟

(ہ) اگر درج بالا جز کا جواب درست ہے تو کیا محکمہ میں 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (موجودہ ایس ایس) کی سناریٹی کے لئے کوئی اپیل محکمہ کے زیر غور ہے، اگر ہے تو اس پر محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے یا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور گورنمنٹ کالجوں میں انٹر کی کلاسوں کو فزیکل ایجوکیشن پڑھانے کے لئے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن بھرتی کئے جاتے تھے۔

(ب) جی، ہاں یہ بھی درست ہے۔ مورخہ 10-9-1991 سے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی پوسٹ کو اپ گریڈ کر کے لیکچرار (فزیکل ایجوکیشن) میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولوں اور ایلیمینٹری کالجوں میں ان ڈی۔ پی۔ ایز کو ایس۔ ایس کاکیدر دیا گیا ہے جو بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن بطور ڈی۔ پی۔ ایز بھرتی ہوئے اور وہ ایم۔ اے (فزیکل ایجوکیشن) اور بی۔ ایڈ (سیکنڈ ڈویژن) کی تعلیمی قابلیت کے حامل تھے۔ تاہم ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی اسامی کو ایس۔ ایس فزیکل ایجوکیشن میں بذریعہ نوٹیفیکیشن مورخہ 28-12-2006 میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(د) 1987 میں مرد و خواتین جبکہ 1991 میں صرف خواتین ایم۔ اے (فزیکل ایجوکیشن) کو بطور ڈی۔ پی۔ ایز بوساطت پنجاب پبلک سروس کمیشن گریڈ 16 میں بھرتی کیا گیا۔ یہ ڈی۔ پی۔ ایز گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولز اور ایلیمینٹری کالجز میں ہائر کلاسز کو تعلیم دیتے رہے ہیں اور 1997 میں بھرتی ہونے والے ایس ایس بھی یہی کام کر رہے ہیں۔

مورخہ 28-12-06 سے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کو گریڈ نمبر 16 سے گریڈ نمبر 17 میں اپ گریڈ کر کے ایس۔ ایس (فزیکل ایجوکیشن) کا نام دیا گیا ہے اور تاحال یہ اسی گریڈ (بی۔ ایس 17) میں سروس کر رہے ہیں۔

(ہ) محکمہ میں 1987 اور 1991 میں بھرتی ہونے والے ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (موجودہ ایس۔ ایس) کی سناریٹی کے لئے کوئی اپیل محکمہ کے زیر غور نہ ہے۔ اس لئے کوئی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ جن ڈی۔ پی۔ ایز کو حکومت کے نوٹیفکیشن مورخہ 28-12-2006 کے تحت ایس۔ ایس (فزیکل ایجوکیشن) بنا دیا گیا ہے۔ قبل ازیں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی اسامی سکیل نمبر 16 میں بھی جس تاریخ سے اس اسامی کو اپ گریڈ کر کے سکیل نمبر 17 میں ایس ایس (فزیکل ایجوکیشن) بنایا گیا ہے۔ سکیل نمبر 17 میں بھی سناریٹی اس تاریخ سے دی گئی ہے۔

وہاڑی، پی پی۔ 237 میں سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

\*229: جناب محمد نعیم اختر خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔ 237 ضلع وہاڑی میں کل کتنے سرکاری پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول موجود ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) ہر سکول میں طلبہ کی تعداد جماعت کے لحاظ سے بتائی جائے۔

(ج) کیا تمام سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بچوں کی تعداد کے مطابق پوری ہے؟

(د) اگر ج (ج) کا جواب نفی میں ہے تو محکمہ اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، اگر نہیں کر رہا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔ 237 ضلع وہاڑی میں کل 222 سرکاری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز موجود ہیں ان سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

میران	ہائر سیکنڈری سکولز	ہائی سکولز	مڈل سکولز	پرائمری سکولز	مسجد مکتب سکولز
140	2	7	12	82	37
82	0	3	14	65	-

بوائز سکولز

گرلز سکولز

- (ب) ہر سکول میں طلبہ کی تعداد جماعت وار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔  
 (ج) اکثر سکولوں میں اساتذہ کی تعداد، بچوں کی تعداد کے مطابق پوری نہ ہے۔  
 (د) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم ریشٹلائزیشن اور ایس۔ این۔ ای کے ذریعے ڈیمانڈ پوری کرنے کی کوشش کر رہا ہے نیز جلد ہی خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل بھی شروع کیا جائے گا۔

### صوبہ پنجاب میں حکومتی سیکٹر کے تحت کام کرنے والے پبلک سکولز کی تفصیل

\*235: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) اس وقت صوبہ میں حکومتی سیکٹر میں کتنے پبلک سکولز کام کر رہے ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کریں؟  
 (ب) حکومت نے مالی سال 2004 سے 2007 تک ان سکولز کو گرانٹ ان ایڈ کی صورت میں کتنی رقم فراہم کی ہے، ان سکولوں کے نام اور رقم کی تفصیل سال وار فراہم کریں؟  
 (ج) ان سالوں کے دوران ضلع خانیوال کے پبلک سکولوں کو کتنی گرانٹ دی گئی ہے، تفصیل الگ الگ دی جائے؟  
 (د) کیا حکومت تمام پبلک سکولوں کی گرانٹ ان ایڈ کیلئے کوئی یونیفارم پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟  
 (ه) کیا حکومت غیر ترقی یافتہ اضلاع میں واقع ان پبلک سکولوں کی گرانٹ بڑھانے اور ترقی یافتہ اضلاع کے سکولوں کے برابر گرانٹ فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

- (الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت حکومتی سیکٹر میں پبلک سکولز کی تعداد 47 ہے۔ ان سکولوں کے نام اور جگہ کی تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔  
 (ب) ان سکولوں کو مالی سال 2004 سے 2007 کے دوران گرانٹ ان ایڈ کی صورت میں 274352480 روپے رقم دی گئی ہے۔ ان سکولوں کے نام اور رقم کی سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع خانیوال میں پبلک سکولوں کی تعداد تین ہے۔ مالی سال 05-2004 کے دوران ان سکولوں کو 10 لاکھ روپے گرانٹ ان ایڈ کے تحت رقم فراہم کی گئی ہے جبکہ مالی سال 06-2005 اور 07-2006 کے دوران سکولوں کو گرانٹ ان ایڈ کے تحت کوئی رقم نہ دی گئی ہے۔

(د) ضلعی حکومتیں اپنے وسائل کے مطابق فنڈز کی دستیابی کی صورت میں اپنے طور پر پبلک سکولوں کو گرانٹ ان ایڈ فراہم کرتی ہیں۔ حکومت پنجاب کی اس ضمن میں کوئی پالیسی نہ ہے۔ پبلک سکولز اپنے وسائل سے ہی اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

(ه) حکومت پنجاب پبلک سکولوں کو کوئی گرانٹ فراہم نہ کر رہی ہے۔ تاہم ضلعی حکومتیں ان سکولوں کو فنڈز فراہم کرنے میں بااختیار ہیں۔ اگر ضلعی حکومتوں کے پاس وافر وسائل موجود ہیں تو وہ انہیں فنڈز فراہم کرنے میں بااختیار ہیں۔ حکومت صرف اپنے زیر انتظام چلنے والے سکولوں کے لئے مالی وسائل فراہم کر رہی ہے۔

صوبہ کے سکولز میں بچیوں کو دوسو روپے ماہوار وظیفہ دینے کا معاملہ

\*239: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے صوبہ کے چند مخصوص اضلاع میں سکول کی بچیوں کو دوسو روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وظیفہ کی اس سکیم کی وجہ سے سکولوں میں بچیوں کی تعداد اور حاضری میں نمایاں اضافہ ہوا تھا، خاص کر جن اضلاع میں یہ سکیم جاری ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت وظیفہ کی اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ایسا کرنے سے حکومت بچیوں کی تعلیم کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفرم پروگرام کے تحت صوبہ پنجاب کے 15 کم

شرح خواندگی والے اضلاع میں سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم ششم سے دہم تک کی

طالبات کو کم از کم 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر 200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جا رہا ہے۔ ان

اضلاع میں بہاولپور، بہاولنگر، بھکر، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، خانیوال، لیہ، لودھراں، مظفر گڑھ، اوکاڑہ، پاکپتن، قصور، راجن پور، رحیم یار خان اور وہاڑی شامل ہیں۔

(ب) فیروز-1 کے تحت سال 2005 تک کم شرح خواندگی والے ان 15 اضلاع میں سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے ہشتم تک طالبات کو 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر 200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا رہا۔ اس سرگرمی کے آغاز میں اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والی بچیوں کی تعداد 175670 تھی جو فیروز-1 کے اختتام تک (59.9 فیصد اضافے کے ساتھ) بڑھ کر 280820 ہو گئی، وظائف کی تقسیم کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر حکومت پنجاب نے اس سرگرمی کا دائرہ مذکورہ 15 اضلاع میں سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے دہم تک بڑھانے کا فیصلہ کیا جس سے مزید 107350 طالبات اس سہولت سے استفادہ کر سکیں۔

(ج) موجودہ حکومت کی طرف سے ایسا کوئی عندیہ نہیں دیا گیا کہ وہ وظیفہ کی اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) تعلیم کی ترویج و ترقی حکومت پنجاب کی ترجیحات میں شامل ہے اور حکومت وظیفہ سکیم کو ختم کر کے بچیوں کی تعلیم کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا کوئی ایسا ارادہ نہیں رکھتی۔

پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے فنڈز میں کرپشن کا معاملہ

\*260: جناب وسیم قادر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے تحت پانچویں کلاس تک مفت تعلیم کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے فنڈز میں کرپشن کی گئی، جس کی وجہ سے بچوں کو کتابیں وغیرہ نہ مل سکیں؟

(ج) سال 2006 تا 2007 میں پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے لئے کتنا فنڈ رکھا گیا، کتنا خرچ کیا گیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا حکومت پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے فنڈ کی کرپشن میں ملوث ملازمین / افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت سال 2003-04 سے سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طلباء و طالبات کے لئے مفت تعلیم کا اعلان کیا تھا تاہم یہ سہولت پانچویں کلاس تک نہیں بلکہ پہلی سے دسویں جماعت تک کے طلباء و طالبات کو دی جا رہی ہے۔

(ب) پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کی دیکھ بھال P.E.S.R.P کرتا ہے اور بچوں کو کتابوں کی تقسیم میں کسی قسم کی شکایت نہیں آئی اگر کسی جگہ سے شکایت موصول ہوئی تو اس کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ فروغ تعلیم کے لیے اور تعلیمی معیار میں بہتری لانے کے لئے حکومت پنجاب اور عالمی بینک کی معاونت سے سال 2003-04 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز کیا گیا سرکاری سکولوں میں درسی کتب اور بنیادی سہولیات کی فراہمی کم شرح خواندگی والے 15 اضلاع میں طالبات کے لیے تعلیمی وظائف کا اجرا اور سکولوں کی کونسلوں کو متحرک کرنا P.E.S.R.P کی اہم سرگرمیوں میں سے چند ایک ہیں P.E.S.R.P میں تمام سکیموں کو احسن طریقہ سے انجام دینے کے لئے نہایت شفاف طریقے اور ضابطے وضع کیے گئے ہیں، جیسے طلباء کو درسی کتب کی مفت فراہمی کے لئے طریق کار کچھ یوں ہے کہ P.E.S.R.P P.M.I.U ٹیکسٹ بک بورڈ کو درسی کتب کے لئے آرڈر جاری کرتا ہے ٹیکسٹ بک بورڈ اپنے وضع کردہ نظام کے تحت یہ کتب پرنٹ کروانے کے بعد P.E.S.R.P P.M.I.U کے حوالے کے لئے این۔ ایل۔ سی سے معاہدہ کیا گیا ہے اور یہ کتب این۔ ایل۔ سی کے ٹرکوں کے ذریعے اضلاع میں ضلعی حکومتوں کے ذمہ داران تک پہنچائی جاتی ہیں جہاں سے سکولز ہیڈ ماسٹر انہیں اپنے متعلقہ سکول لے جاتے ہیں اس طرح بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے ضلعی حکومتوں سے ان کی ڈیمانڈ طلب کی جاتی ہے اور جامع فارمولا کے تحت ضلعی حکومتوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں اس عمل میں

P.E.S.R.P اپنی تمام سفارشات محکمہ تعلیم کے اعلیٰ ذمہ داران تک پہنچاتا ہے جو ان کا جائزہ لے کر محکمہ خزانہ کو لکھتے ہیں کہ وہ متعلقہ ادارے کو ادائیگی کر دے۔ یوں محکمہ خزانہ سے ادائیگی براہ راست ضلعی حکومتوں یا متعلقہ اداروں کو کی جاتی ہے مزید برآں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفرم پروگرام کی تمام سکیموں اور ان کے لئے مختص فنڈز کا ہر سال آڈٹ کیا جاتا ہے۔ مزید برآں صوبہ پنجاب کے سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک طلبہ و طالبات کو ہر سال مفت درسی کتابیں بھی بروقت فراہم کی جا رہی ہیں۔

(ج) سال 2006-07 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفرم پروگرام کے لئے 7191.8 ملین روپے کا ترمیمی بجٹ مختص کیا گیا جس میں سے 2629.5 ملین روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔

(د) اس ضمن میں کوئی کارروائی کرپشن کے کسی ثبوت کے سامنے آنے کے بعد ہی کی جاسکتی ہے۔

### گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز و حدت کالونی میں پانی کی قلت کا معاملہ و دیگر تفصیل

\*273: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز و حدت کالونی سے بجلی کا ٹرانسفارمر چوری ہو گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں لاکھوں روپے کی لاگت سے پانی سنور کرنے کے لئے ٹینکی بنائی گئی تھی، تو کیا وہ ٹینکی زیر استعمال ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں موجود طلباء، اساتذہ اور ملازمین پینے کے پانی کی شدید کمی کا شکار ہیں؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا ٹرانسفارمر کی چوری سے متعلق مکمل انکوائری کروائی گئی تھی، اگر ہاں تو اس کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے اگر

- نہیں تو انکو آری نہ کرانے کی وجوہات کیا ہیں، نیز کیا ٹرانسفارمر کے نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ سکول میں پانی کی کمی ہے، اس بارے میں بھی وضاحت فرمائی جائے؟
- وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی دلکھ):
- (الف) درست ہے ٹرانسفارمر چوری ہونے کی ایف آئی آر ہیڈ ماسٹر نے درج کروائی تھی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ب) پانی کی ٹینکی زیر استعمال نہ ہے کیونکہ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ نے اس کو مکمل کر کے باضابطہ طور پر سکول انتظامیہ کے حوالے نہ کیا ہے۔
- (ج) درست نہ ہے۔ پینے کے صاف پانی کا انتظام موجود ہے۔
- (د) ٹرانسفارمر چوری ہونے کی ایف آئی آر ہیڈ ماسٹر نے درج کروائی تھی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تاہم ہیڈ ماسٹر کے تبدیل ہونے کی وجہ سے اس معاملے میں مناسب پیشرفت نہ ہوئی تھی تاہم موجودہ ہیڈ ماسٹر اس سلسلہ میں پیشرفت کر رہے ہیں نیز ٹرانسفارمر کے نہ ہونے کی وجہ سے سکول میں پانی کا مسئلہ نہ ہے کیونکہ متبادل انتظام موجود ہے۔

#### پنجاب میں پرائیویٹ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

\*299: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

- (الف) پنجاب میں ضلع وار کل کتنے پرائیویٹ سکول ہیں، ان میں سے کتنے سکول رجسٹرڈ ہیں اور کتنے بغیر رجسٹریشن کام کر رہے ہیں؟
- (ب) پنجاب کے کتنے پرائیویٹ سکولوں کا تعلیمی بورڈز کے ساتھ الحاق ہے؟
- (ج) کیا محکمہ تعلیم بغیر رجسٹریشن کے کام کرنے والے سکولوں کے خلاف 1984 کے آرڈیننس برائے پرائیویٹ سکولز کے تحت کارروائی کرتا ہے، اگر ہاں تو سال 2002 سے 2005 تک کتنے سکولوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟
- (د) کیا محکمہ تعلیم کوئی ایسا سسٹم بنانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کا معیار فیسوں کی حد اور تعلیمی نصاب وغیرہ چیک کیا جاسکے؟



- (ہ) کیا پرائیویٹ سکولوں کی بہتری کے لئے محکمہ تعلیم موجودہ قوانین کو بہتر بنانے اور عملدرآمد کو صحیح کرنے کے لئے اقدامات اٹھا رہا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟
- (و) پرائیویٹ سکولوں اور سرکاری سکولوں کی کارکردگی کا موازنہ کرنے کے لئے کیا معیار ہے؟ وزیر راعیت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):
- (الف) پنجاب میں کل 32663 پرائیویٹ سکولز ہیں جن میں سے رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 27789 اور غیر رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 4874 ہیں جن کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ب) اس وقت پنجاب کے 3321 پرائیویٹ سکولز متعلقہ تعلیمی بورڈز کے ساتھ الحاق شدہ ہیں۔
- (ج) درست ہے۔ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے سال 2002 سے 2005 تک 210 سکولوں کے خلاف 1984 کے آرڈیننس برائے پرائیویٹ سکولز کے تحت قانونی کارروائی کی ہے۔
- (د) حکومت نجی شعبہ میں قائم سکولوں کی طرف سے یوشن فیس میں اضافے اور دیگر فنڈز کی وصولی سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ تاہم حکومت کسی قابل عمل اور مؤثر طریقہ کو رائج کرنے پر غور کر رہی ہے جو نجی شعبہ میں قائم سکولوں کے مالکان کیلئے بھی قابل قبول ہو اور والدین بھی مطمئن ہو جائیں۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ سکولوں کا معیار، فیسوں کی حد اور تعلیمی نصاب میں بہتری لانے کے لئے ضلعی سطح پر انسپکشن کمیٹیاں فعال ہیں جو کہ 1984 کے آرڈیننس پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کیلئے گاہے بگاہے نجی شعبہ کے سکولوں کو چیک کرتے ہیں اور قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔
- (ہ) پرائیویٹ سکولوں کی بہتری کیلئے موجودہ قانون پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے تاہم حکومت پرائیویٹ سکولوں سے متعلق آرڈیننس 1984 کو بہتر کرنے اور مزید مؤثر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔
- (و) محکمانہ اور بورڈ امتحانات کے نتائج کی بنیاد پر سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں کی کارکردگی کا موازنہ کیا جاتا ہے اس کے علاوہ شرح داخلہ، ڈراپ آؤٹ اور ہم نصابی سرگرمیوں میں شرکت کی بنیاد پر بھی کارکردگی جانچی جاسکتی ہے۔

پنجاب کے سکولوں میں انتظار گاہیں تعمیر کرنے کا معاملہ

\*312: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں انتظار گاہیں نہ ہیں، بچوں کے والدین امتحانات دلانے کے لئے جاتے ہیں تو ان کو تین، تین گھنٹے فٹ پاتھ پر انتظار کرنا پڑتا ہے جو انتہائی ذلت آمیز رویہ ہے؟

(ب) کیا حکومت سکولوں اور کالجوں میں انتظار گاہیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ سکولوں میں بچوں کے والدین کیلئے انتظار گاہوں کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ب) مستقبل قریب میں تمام اداروں کے سربراہان کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ سکول ہذا کے فنڈز سے سکولوں اور کالجوں میں بچوں کے والدین کیلئے انتظار گاہیں یا عارضی شیڈ مخصوص کریں۔

پڑھا لکھا پنجاب سکیم کے تحت 2002 تا 2008 مختص رقم

و دیگر تفصیلات

\*341: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پڑھا لکھا پنجاب سکیم کے لئے جولائی 2002 سے جون 2008 تک کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) اس سکیم کے تحت ماہانہ دو سو روپے کا وظیفہ اس عرصے کے دوران کتنی بچیوں میں تقسیم کیا گیا اور کیا یہ درست نہیں کہ جن بچیوں کو ماہانہ وظائف دیئے گئے ان میں اکثریت کا وجود ہی نہیں تھا؟

(ج) کیا اس سکیم کی تشریح پر اٹھنے والے اخراجات، ماہانہ دیئے جانے والے وظائف سے زیادہ نہیں تھے اور کیا جس تشریحی ادارے کو یہ کام سونپا گیا، اس کی نامزدگی متعلقہ قواعد و ضوابط کے تحت کی گئی تھی؟

(د) اس سکیم کے لئے رقم کس مڈیا شعبہ سے حاصل کی گئی تھی اور نئی حکومت اس سکیم کے بارے میں کیا فیصلہ کر رہی ہے؟

(ه) اس رقم میں کتنی خورد برد ہوئی اور کیا اس کے ذمہ داروں کے خلاف حکومت تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟  
وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز مالی سال 2003-04 میں ہوا اس پروگرام کے تحت مختلف مدتوں کے لئے حکومت پنجاب نے 2003 سے 31 مئی 2008 تک 37843.1 ملین روپے مختص کئے، ان کی تفصیل ستم (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت کم شرح خواندگی والے 15 اضلاع میں لڑکیوں کو تعلیم کی طرف مائل کرنے اور ڈراپ آؤٹ کی شرح کو کم کرنے کی غرض سے بچیوں کے لئے 200 روپے ماہوار وظیفہ کا اجرا کیا گیا۔ ان اضلاع میں بہاولنگر، بہاول پور، بھکر، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، قصور، خانیوال، مظفر گڑھ، اوکاڑہ، پاکپتن، راجن پور، رحیم یار خان اور وہاڑی شامل ہیں۔ فیروزانہ کے تحت سال 2005 تک ان اضلاع کے سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے ہشتم تک کی طالبات کو 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر 200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا رہا۔ وظائف کی تقسیم کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر حکومت پنجاب نے اس سکیم کا دائرہ مذکورہ 15 اضلاع میں واقع سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے دہم تک بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ سال 2003-04 سے لے کر سال 2007-08 کی پہلی سہ ماہی تک اس سہولت سے بہرہ مند ہونے والی بچیوں کی تعداد ستم (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ وظائف سہ ماہی بنیاد پر بچیوں کو ان کی طرف سے فراہم کردہ گھر کے پتہ پر ایک مربوط ترسیلی نظام کے تحت منی آرڈر کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں اور وظائف کی ترسیل میں محکمہ تعلیم کا کوئی عمل دخل نہیں اور اس عمل کو شفاف رکھنے کے

لئے وظائف منی آرڈر کے ذریعے بچیوں کے گھروں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ جس کی باقاعدہ acknowledgement حاصل کی جاتی ہے۔ ان وظائف کی ترسیل کی حقیقی صورتحال جاننے کے لئے سال 2004-05 میں دو مرتبہ آزادانہ تھرڈ پارٹی ویلڈیشن (ٹی۔پی۔وی) کرائی گئی، سال 2006-07 کی ٹی پی وی کے مطابق وظائف کی ترسیل 99.96 فیصد بچیوں تک وظائف پہنچ رہے تھے۔

(ج) حکومت لوگوں کو آگہی اور معلومات تک رسائی دینا چاہتی ہے۔ عام لوگوں کو پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام سے متعلق سرگرمیوں اور حکومت کی طرف سے مہیا کی جانے والی سہولتوں کی آگاہی کے لئے P.E.S.R.P کے کل بجٹ کا 44 فیصد (تقریباً 15 کروڑ روپے سالانہ) تشریری سرگرمیوں پر سال 2003-04 سے لے کر سال 2007-08 تک 458.3 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں جبکہ بیان کئے گئے 15 اضلاع میں اسی عرصہ کے دوران بچیوں کو وظائف کی تقسیم پر 3340.9 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے P.E.S.R.P کی تشریری مہم کی نگرانی و ذمہ داری محکمہ انفارمیشن، کلچر اینڈ یوتھ - فیئر زڈ پیارٹنٹ اور ڈی۔ جی۔ پی۔ آر کو سونپی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ P.E.S.R.P کی تشریری مہم کی ادائیگی کسی میڈیا ایجنسی کو نہیں بلکہ ڈی۔ جی۔ پی۔ آر کو کی جاتی ہے۔

(د) سال 2003-04 میں حکومت پنجاب اور عالمی بینک کے تعاون سے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم کا آغاز کیا گیا۔ ورلڈ بینک نے عالمی ترقیاتی معاونت (International Development Assistance) کریڈٹ کے تحت تین سال کے لئے سالانہ 100 ملین ڈالر فراہم کرنے کا معاہدہ کیا۔ یہ رقم حکومت پنجاب کو دی جاتی ہے جبکہ حکومت پنجاب دیگر حکومتی شعبوں کی طرح P.E.S.R.P کے تحت مختلف مددوں کے لئے بجٹ مختص کرتی ہے۔ جس میں سے بیشتر رقم محکمہ خزانہ کے ذریعے ضلعی حکومتوں کو منتقل کی جاتی ہے جبکہ اضافی اخراجات کے لئے حکومت پنجاب نے رقم مختص کرنے کا اعلان کیا۔ یہ رقم محکمہ خزانہ کے ذریعے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے مصرف میں آتی ہے۔ اس پروگرام کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر ورلڈ بینک نے سال 2006 میں مزید 3 سال کے لئے 100 ملین ڈالر سالانہ آئی ڈی اے کریڈٹ کی منظوری دی ہے۔

(ہ) فروغ تعلیم کے لئے اور تعلیمی معیار میں بہتری لانے کے لئے حکومت پنجاب اور عالمی بینک کی معاونت سے سال 2003-04 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ سرکاری سکولوں میں درسی کتب اور بنیادی سہولیات کی فراہمی، کم شرح خواندگی والے 15 اضلاع میں طالبات کے لئے تعلیمی وظائف کا اجرا اور سکولوں کونسلوں کو متحرک کرنا P.E.S.R.P کی اہم سرگرمیوں میں سے چند ایک ہیں۔ P.E.S.R.P میں تمام سکیموں کو احسن طریقہ سے انجام دینے کے لئے طریقہ اور ضابطے وضع ہیں۔ جیسے طلبہ کو درسی کتب کی مفت فراہمی کے لئے طریق کار کچھ یوں ہے کہ P.M.I.U-P.E.S.R.P ٹیکسٹ بک بورڈ کو درسی کتب کے لئے آرڈر جاری کرتا ہے۔ ٹیکسٹ بک بورڈ اپنے وضع کردہ نظام کے تحت یہ کتب پرنٹ کروانے کے بعد P.M.I.U, P.E.S.R.P کے حوالے کرتا ہے۔ ان کتب کی اضلاع تک ترسیل کے لئے این۔ ایل۔ سی سے معاہدہ کیا گیا ہے اور یہ کتب این۔ ایل۔ سی کے ٹرکوں کے ذریعے اضلاع میں ضلعی حکومتوں کے ذمہ داران تک پہنچائی جاتی ہیں۔ جہاں سے head of schools انہیں اپنے متعلقہ سکول لے جاتے ہیں جبکہ بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور طالبات کو وظائف کی تقسیم کے لئے فنڈز ضلعی حکومتوں کے اکاؤنٹ IV میں دیئے جاتے ہیں۔ یوں محکمہ خزانہ سے ادائیگی براہ راست ضلعی حکومتوں کو کی جاتی ہے۔ مزید برآں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کی تمام سکیموں اور ان کے لئے مختص فنڈز کا ہر سال آڈٹ کیا جاتا ہے۔

شالامار ٹاؤن لاہور میں رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ سکولز کی تفصیلات

\*364: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شالامار ٹاؤن لاہور سنگھ پورہ، باغبانپورہ اور جی ٹی روڈ لاہور میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جو غیر رجسٹرڈ ہیں اور رجسٹریشن برانچ محکمہ تعلیم کے اہلکاران و افسران کی زیر سرپرستی چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جہاں رولز کے برعکس چھٹی کلاس سے دہم کلاس تک لڑکیاں اور لڑکے اکٹھے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کیا حکومت ایسے سکولز کی

انسپکشن کرتی ہے، 2006-07 میں جن آفیسران نے انسپکشن کی ان کے نام اور عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ج) اگر ان غیر رجسٹرڈ سکولز میں جہاں پر رولز کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے، انسپکشن نہیں کی گئی تو اس کے ذمہ دار آفیسرز و اہلکاران کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟  
وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ)

(الف) شمال مارٹاؤن لاہور سنگھ پورہ باغبانپورہ جی ٹی روڈ لاہور میں کل 14 سکولز غیر رجسٹرڈ ہیں۔ جس کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں کوئی بھی سکول رجسٹریشن برانچ محکمہ تعلیم کے اہلکاران و افسران کی سرپرستی میں نہ چل رہا ہے۔

(ب) اس وقت تمام سکولز گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے بند ہیں۔ لہذا مطلوبہ معلومات چھٹیوں کے فوراً بعد فراہم کر دی جائیں گی تاہم محکمہ کی طرف سے علاقہ وائز بنائی گئی انسپکشن کمیٹیاں سکولوں کی انسپکشن صرف سکول کی رجسٹریشن اور تین سال بعد ایکسٹنشن کے وقت کرتی ہیں۔ کمیٹیوں کی نوٹیفیکیشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

باغبانپورہ لاہور میں ہزاروں روپے فیس وصول کرنے والے

غیر رجسٹرڈ سکولز کی تفصیلات

\*365: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی ٹی روڈ سنگھ پورہ اور باغبانپورہ لاہور میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جو رجسٹرڈ نہ ہیں ان کی تعداد اور ناموں سے آگاہ کریں نیز جو سکولز رجسٹرڈ نہ ہیں کیا حکومت ان کی رجسٹریشن کر کے ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ سکولز میں سے کتنے سکولز ایسے ہیں جن کی رجسٹریشن کے لئے کیس متعلقہ محکمہ میں زیر التواء ہیں؟

- (ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ غیر رجسٹرڈ سکولز ہزاروں روپے فی بچہ فیس وصول کر رہے ہیں جبکہ ان اداروں کی نہ تو بلڈنگز ہوا دار ہیں اور نہ لیبارٹریز ہیں؟
- (د) کیا متعلقہ محکمہ کے آفیسرز نے کبھی ان سکولز میں انسپکشن کی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟
- (ہ) مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر کیا حکومت ان غیر قانونی کام کرنے والے سکولز پر کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟
- (و) اگر متعلقہ محکمہ نے ان غیر قانونی سکولز کی انسپکشن کی ہے تو انسپکشن کی تاریخوں اور آفیسرز کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کریں؟
- وزیر راعمت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):
- (الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ میں کل 14 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں۔ جس کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اگر سکول انتظامیہ رجسٹریشن کروانے کے لئے محکمہ سے رابطہ کرتی ہے تو تمام ضابطہ کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد محکمہ ان کی رجسٹریشن کرنے کو تیار ہے۔
- (ب) ان میں سے کسی بھی سکول کی رجسٹریشن کا کیس محکمہ کے پاس زیر التوا نہ ہے۔
- (ج) اس وقت تمام سکولز گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے بند ہیں لہذا مطلوبہ معلومات چھٹیوں کے فوراً بعد فراہم کر دی جائیں گی، تاہم محکمہ کی طرف سے علاقہ وائز بنائی گئی انسپکشن کمیٹیاں سکولوں کی انسپکشن صرف سکول کی رجسٹریشن اور تین سال بعد انسپکشن کے وقت کرتی ہیں۔ کمیٹیوں کی نوٹیفیکیشن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (د) جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔
- (ہ) تمام غیر رجسٹرڈ اداروں کو قانون کے تحت نوٹس بھجوا دیئے ہیں۔ عدم تعمیل کی صورت میں قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔
- (و) جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت نہ ہے۔

ضلع خانیوال، سکولز کی اپ گریڈیشن کے لئے عمارتوں  
کی تعمیر و کلاسز کے اجراء کا مسئلہ

\*380: پیر محمد جمیل شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول 10/28-آر، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 10/31-آر، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 10/30-آر، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 96-آر اور گورنمنٹ پرائمری سکول 10/61-آر ضلع خانیوال کو اپ گریڈ کرنے کے لئے پانچ سال سے عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں؟
- (ب) یہ بلڈنگز کب تعمیر ہوئی تھیں، ان پر کتنی لاگت سکول وائر خرچ ہوئی تھی؟
- (ج) ان بلڈنگز کو تعمیر کرنے کا مقصد کیا تھا؟
- (د) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں کو اپ گریڈ نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان میں کلاسز کا اجراء ہوا ہے؟
- (ه) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ان سکولوں کی عمارتوں پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟
- (و) کیا حکومت ان سکولوں میں کلاسز کا اجراء موجودہ تعلیمی سال سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟
- وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):
- (الف) درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول 10/28-آر، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 10/31-آر، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 10/30-آر، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 96-آر اور گورنمنٹ پرائمری سکول 6/10-آر ضلع خانیوال کو اپ گریڈ کرنے کے لئے پانچ سال سے عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔
- (ب) اعداد و شمار ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔
- (ج) اپ گریڈ/اجراء کئے گئے ادارہ جات کے لئے یہ بلڈنگ تعمیر کی گئی ہیں۔



(د) نہیں، ان ادارہ جات کو اپ گریڈ/نیا اجراء کیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے اساتذہ کی تقرری کی اجازت (بوجہ پابندی) نہ ہونے کی وجہ سے کلاسز کا اجراء نہیں کیا جاسکا۔

(ه) ان ادارہ جات کو اپ گریڈ/اجراء کئے جانے کی بنا پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں۔

(و) اساتذہ کی تنخواہ کے لئے بجٹ ملنے واساتذہ کی تقرری کے بعد کلاسز کا اجراء کیا جائے گا۔

### فیصل آباد میں مئی 2008 میں تبادلوں کی بنیادی وجوہات

\*437: حافظ محمد قمر حیات کا ٹھہرا: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ای۔ ڈی۔ او تعلیم فیصل آباد نے مئی 2008 میں کتنے تبادلے کئے ہیں، یہ تبادلے کس بنیاد پر کئے گئے ہیں؟

(ب) ٹرانسفر کئے جانے والے اساتذہ کے نام، عرصہ تعیناتی اور جگہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ٹرانسفر اس وقت کی گئی ہیں جبکہ بچوں کے امتحانات ہو رہے تھے اس وجہ سے بچوں کا بہت تعلیمی نقصان ہوا ہے؟

(د) جزبائے بالا میں متذکرہ ٹرانسفر کن قواعد و ضوابط کے تحت کی گئی ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ای۔ ڈی۔ او تعلیم ضلع فیصل آباد نے مئی 2008 میں 343 تبادلہ جات کئے۔ جن کی کیٹیگری وائرز تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کیٹیگری	مرد اساتذہ	خواتین اساتذہ	میزان	وجہ تبادلہ
1-	ای ایس ٹی	65	30	95	معلمین/معلمات کی درخواست پر نیز انتظامی امور کے تحت تبادلہ کیا گیا۔
2-	پی ایس ٹی	142	78	220	ایضاً۔
3-	ایجوکیٹر	28	-	28	ایضاً۔

(ب) ٹرانسفر کئے جانے والے اساتذہ کے نام، عرصہ تعیناتی کی تفصیل (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں اساتذہ کی تعداد 18099 ہے جن میں سے 356 اساتذہ کا تبادلہ کیا گیا اور یہ تبادلہ جات مقامی سطح پر تھے۔ جس سے معمول کا تدریسی عمل متاثر ہوا ہے اور نہ ہی امتحانات کے انعقاد پر کوئی اثر پڑا ہے۔

(د) درج بالا تمام تبادلہ جات ٹرانسفر پالیسی 2000 کے دیئے گئے قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے مقامی سطح پر بنائی گئی کمیٹی جس کی تشکیل درج ذیل ہے، کی منظوری / سکروٹنی کے بعد کئے گئے۔

ڈاکٹر محمد ارشد	ای ڈی او (تعلیم)	چیئر مین
محمد افضل جاوید	ڈی ای او (سیکنڈری ایجوکیشن)	ممبر
وحید الدین شاہ	ڈی ای او (مردانہ ای ای)	ممبر
کسٹورناہید رانا	ڈی ای او (خواتین ای ای)	ممبر
محمد افضل کموکا	اسسٹنٹ ڈائریکٹر دفتری۔ ڈی۔ او (تعلیم)	ممبر

تبادلہ کرتے وقت درج ذیل اصولوں کو خصوصی طور پر سامنے رکھا گیا۔

- 1۔ سنکل ٹیچر سکول سے اساتذہ کا تبادلہ نہ کیا گیا۔
- 2۔ اساتذہ کی اپنی سہولت کو مد نظر رکھا خاص طور پر خواتین اساتذہ کو قریب ترین سکولوں میں تعینات کیا گیا۔
- 3۔ ان اساتذہ کو تبدیل کیا گیا تھا۔ جن کا tenure موجودہ سکول میں ایک سال سے زیادہ ہو۔

جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پر واقع غیر رجسٹرڈ سکولز

کی رجسٹریشن کا مسئلہ

\*455: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ پر کتنے پرائیویٹ سکولز رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ ہیں، غیر رجسٹرڈ سکولز کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا محکمہ ان غیر رجسٹرڈ سکولز کو چیک کرنا اور انکی رجسٹریشن کرنا لازمی نہیں سمجھتا، اگر سمجھتا ہے تو ان غیر رجسٹرڈ سکولوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ج) جی ٹی روڈ باغبانپورہ میں واقع رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ سکولز میں کیا سائنس لیبارٹریز ہیں اور کن کن سکولوں میں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں، انکی تفصیل بتائی جائے اور انکے خلاف محکمہ نے 2002 سے آج تک جو کارروائی کی آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا محکمہ کے آفیسران ان غیر رجسٹرڈ سکولز جس میں بچوں سے ہزاروں روپے فیسیں لی جا رہی ہیں، کبھی چیک کیا ہے اور اگر چیک کیا گیا تو کب، چیک کرنے والے آفیسران کے نام اور تاریخ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ میں کل 48 سکول ہیں جن میں 34 سکول رجسٹرڈ ہیں اور 14 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام غیر رجسٹرڈ اداروں کو قانون کے تحت نوٹس بھجوا دیئے ہیں۔

(ج) اس وقت تمام سکولز گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے بند ہیں۔ لہذا مطلوبہ معلومات چھٹیوں کے فوراً بعد فراہم کر دی جائیں گی تاہم محکمہ کی طرف سے علاقہ وائز بنائی گئی انسپکشن کمیٹیاں سکولوں کی انسپکشن صرف سکول کی رجسٹریشن اور تین سال بعد انسپکشن کے وقت کرتی ہیں۔ جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

راولپنڈی، گورنمنٹ جامع ہائر اور ہائی سکولز برائے گرلز و بوائز

کی خستہ حالت و فرنیچر کی کمی کا مسئلہ

\*467: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ جامع ہائر سیکنڈری سکول برائے خواتین و گورنمنٹ جامع ہائی سکول برائے بوائز راولپنڈی کی خستہ حالت، فرنیچر کی کمی و دیگر ضروریات کو کب مکمل کیا جائے گا؟

(ب) گورنمنٹ جامع ہائر سیکنڈری سکول برائے خواتین راولپنڈی کا بجلی کا ٹرانسفارمر عرصہ چھ ماہ قبل جل گیا تھانے ٹرانسفارمر کی تنصیب کب تک عمل میں لائی جائے گی؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نئے مالی سال میں، فرنیچر کی کمی و دیگر ضروریات کو فنڈز کی دستیابی پر مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) نئے ٹرانسفارمر کی رقم واپڈاکو ادا کر دی گئی ہے اور جلد ہی نیا ٹرانسفارمر مہیا ہو جائے گا۔

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (تسبیح) نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مصدرہ 2008 اور

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پنشن فنڈ مصدرہ 2008

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں The Nazria-e-Pakistan Foundation

(Repeal) Bill, 2008 (Bill No. 3 of 2008) And, The Punjab

کے Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 4 of 2008)

بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! توجہ دلاؤ

نوٹس پڑھیں۔

### شیخوپورہ میں فائرنگ سے ڈاکٹر کا قتل

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 11۔ جون 2008 کو بعد نماز مغرب چک گھنگ کے رہائشی اور موضع ماچھی کے ضلع شیخوپورہ اپنے کلینک پر بیٹھے مریضوں کے علاج معالجہ میں مصروف

ڈاکٹر رشید کو دو افراد ممسی اشفاق اور ناصر نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں قاتل گئے بھائی ہیں اور ان میں سے ممسی اشفاق 2003 سے ایک مقدمہ قتل میں مفرور اور اشتہاری ہے اور متعدد وارداتوں میں ملوث ہونے کی

وجہ سے مختلف مقدمات میں مطلوب ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قاتلوں کو پولیس کی پشت پناہی حاصل رہی ہے اور ہے جس کی وجہ سے وہ آج تک گرفتار نہ ہو سکے جس کی وجہ سے ایک بار پھر قتل جیسے سنگین جرم کا ارتکاب کیا اور تاحال گرفتار بھی نہیں ہوئے؟

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ واقعہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرنے اور مقدمہ دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو تک تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 6-11 بوقت 7 بجے شام ملزمان اشفاق اور ناصر نے عبدالرشید کو اس وقت بذریعہ آتشیں اسلحہ قتل کر دیا جب وہ اپنی ڈسپنسری واقع موضع ماچھی کے مریضوں کو check کر رہا تھا۔

(ب) دونوں قاتل گئے بھائی نہ ہیں لہذا یہ درست ہے کہ اشفاق ملزم مقدمہ نمبر 53/03 جرم 302 تپ تھانہ بھی ضلع شیخوپورہ میں مجرم اشتہاری ہے لیکن اس مقدمہ کے علاوہ کسی دیگر مقدمہ میں مطلوب نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ان قاتلوں کو پولیس کی پشت پناہی حاصل رہی ہے تاہم ان کو تلاش کرنے اور گرفتار کرنے کی ہمہ وقت کوشش جاری ہے اور آئندہ بھی ان کی گرفتاری کے لئے سیشنل ٹیم زیر نگرانی S.P investigation شیخوپورہ تشکیل دے دی گئی ہے اور ٹیم

D.S.P سٹی سرکل شیخوپورہ، S.H.O تھانہ صدر شیخوپورہ اور انچارج investigation

تھانہ صدر شیخوپورہ پر مشتمل ہے۔ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

(د) اس واقعہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے جس کے لئے سپیشل ٹیم کو یہ ٹاسک دے دیا گیا ہے مقدمہ ہذا میں جرم انسداد دہشت گردی 1997 لاگو کیا گیا ہے۔ بعد از تبدیل تفتیش مقدمہ برائے سماعت عدالت انسداد دہشت گردی پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ وہ سوائے اس قتل کے کیس کے کسی اور میں اشتہاری نہیں ہیں جبکہ میرا خیال ہے کہ پورا ضلع اس بات کو جانتا ہے کہ وہ اشتہاری صرف ایک قتل کیس میں نہیں ہے بلکہ criminal لوگوں کا ایک ایسا گروپ ہے اور صرف وہی نہیں ان کی پوری فیملی کا کام ہی یہی ہے کہ وہ دن دھاڑے لوگوں کو لوٹے ہیں، ڈاکے ڈالتے ہیں، منشیات کا کام کرتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ ان کے خلاف گواہی دینے والا جو آدمی ہوتا ہے وہ اس کو گولی مار دیتے ہیں اور کسی میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ ان کے خلاف گواہی دے سکے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب تھانے بک جاتے ہیں، جب پولیس پیسے لیتی ہے تو ملزموں کی پشت پناہی کرتی ہے، جب پولیس ملزموں کی پشت پناہی کرے گی تو جرائم میں کمی کیسے واقع ہوگی؟ پچھلے پانچ سال تک میں ان اشتہاریوں کی نشاندہی کرتی رہی اور وہ اشتہاری اسی گاؤں میں پھرتے رہے اور مختلف وارداتوں میں ملوث رہے لیکن پولیس نے انہیں نہیں پکڑا۔ کیوں نہیں پکڑا؟ اس لئے کہ پولیس کو منتھلیاں مل جاتی تھیں، ان کو وہ پیسے دیتے تھے، ہر جرم کرنے سے پہلے وہ پولیس کی جیبیں بھرتے تھے اور اس کے بعد وہ قتل جیسی گھناؤنی واردات کرتے تھے۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اہم معاملہ پیش ہو رہا ہے اس لئے وزیر قانون صاحب کو disturb نہ کیا جائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آپ سے بھی میں نے التجا کی تھی اور آپ نے بھی ٹیلی فون کیا تھا۔ اس کے بعد راجہ ریاض صاحب سینئر منسٹر صاحب نے بھی ٹیلی فون کیا، کامران مائیکل صاحب نے بھی ٹیلی فون کیا لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ کوئی کارروائی ایک انچ اپنی جگہ سے آگے نہیں گئی۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس میں پولیس دلچسپی نہیں لے رہی۔ دلچسپی تو لیتی ہے اس لئے تو پچھلے 8 سالوں

سے ایک ملزم بھی نہیں پکڑ سکی۔ پولیس کی دلچسپی صرف یہاں تک ہوتی ہے کہ ان کو پیسے منتھلی مل رہے ہیں یا نہیں مل رہے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ پولیس کے وہ افسران جو آج تک ان ملزموں کو پہلے آٹھ سالوں میں گرفتار نہیں کر سکے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ پولیس کو اختیارات اس وقت دیئے گئے تھے جب 1897 کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کو سختی سے کچلنے کے لئے اس پولیس کے بے لگام گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ پھر وہی پولیس اس سے بھی بدترین کردار ادا کر رہی ہے جبکہ اس وقت ہم ایک آزاد جمہوری ملک میں رہتے ہیں۔ اگر اس ملک کی پولیس ٹھیک ہو جائے تو بہت سارے جرائم ختم ہو جاتے ہیں، بہت ساری چوریاں، ڈکیتیاں ملک سے ختم ہو جاتی ہیں اور بہت ساری بہنیں بیوہ ہونے سے بچ جاتی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گی بلکہ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ اپیل ہے کہ ایک دفعہ پھر میں نے سنا تھا اور میں نے دیکھا بھی تھا کہ ان کا دور جو تھا وہ واقعی ایک بڑا امن و امان کا دور تھا جہاں ملزموں کو اسی وقت موقع پر سزائیں دی جاتی تھیں۔ کسی آدمی کی اتنی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ کوئی ملک میں لاقانونیت پھیلانے لیکن میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست ہے کہ ایک دفعہ دوبارہ اسی طرح کے احکامات صادر فرمائیں اور جو بھی آدمی جرم کرتا ہے اس کو صحیح سزا دی جائے۔ وزیر قانون نے بہت زیادہ یقین دہانی بھی کروائی ہے لیکن جب کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! کیا آپ ٹی وی نہیں دیکھتی ہیں؟ کیا آپ اخبارات نہیں پڑھتی ہیں؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں یہی تو پڑھتی ہوں اسی لئے دکھ ہے کہ پولیس کرتی کچھ نہیں ہے۔ اخبار پڑھ کر یا ٹی وی دیکھ کر اثر اس وقت ہوتا ہے جب practically آدمی اپنے سامنے کچھ دیکھتا ہے۔

جناب سپیکر: بہت سے practical تو آپ کے سامنے ہو چکے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہی کہوں گی کہ جو کچھ پہلے گزر چکا ہے وہ واقعی بہت بُرا تھا کیونکہ یقینی بات ہے کہ پہلے جو حکومت تھی وہ واقعی ان لوگوں کی حکومت تھی جو خود چور تھے اور چوروں کی پشت پناہی کرتے تھے لیکن میری آپ سے درخواست ہے کہ اب چوروں کی حکومت ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہے۔

جناب سپیکر: میں کسی اور کو comment نہیں کر رہا، میں تو موجودہ دور کی بات کر رہا ہوں۔  
محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں آپ سے یہی کہہ رہی ہوں کہ پہلے جو حکومت تھی وہ ایسے  
چوروں کی حکومت تھی جو واقعی چوروں کی پشت پناہی کرتے تھے اور کرائم ان کے دور میں انتہا تک پہنچ  
چکے تھے۔ میں وزیر قانون صاحب سے بھی درخواست کروں گی کہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے  
بجائے اس کے کہ ان سے ایک نیا جرم سرزد ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار  
کیا ہے حکومت ان سے رہنمائی لے کر کوشش کرے گی کہ پولیس کے نظام کو اور Law and  
Order کی صورت حال کو بہتر بنایا جائے۔ جہاں تک اس معاملے میں پولیس کی کارکردگی کا تعلق ہے  
میں نے ان کے ساتھ بیٹھ کر ساری بات discuss کی ہے اور محترمہ کو بھی ساتھ بٹھا کر اور میں  
مشکور ہوں ان کا کہ انہوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی۔ ان کے پاس بھی کچھ information  
تھیں وہ بھی investigation team کے ساتھ share کروائی ہیں اور انہوں نے یقین دہانی  
کروائی ہے کہ دو ہفتوں کے اندر ہم اس کا result دیں گے۔ وہ ان ملزموں کے کافی قریب پہنچ چکے  
ہیں اور تفصیل disclose نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ ہم جلد ملزمان کو  
گرفتار کر لیں گے۔ باقی محترمہ نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ انہیں خود بھی threat ہے ان ملزمان کی  
طرف سے اس کے متعلق بھی میں نے متعلقہ ڈی۔پی۔اے صاحب کو کہا ہے کہ محترمہ کے لئے مناسب  
سیکورٹی کا بندوبست کیا جائے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سے ماشاء اللہ مطمئن نظر آتی ہیں جو بات انہوں نے کی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا بچھلا پانچ سالہ دور ان کے ساتھ گزرا ہے اور میں یہ  
امید بھی رکھوں گی کہ انہیں احساس بھی ہونا چاہئے اور انہیں کرنا بھی چاہئے لیکن ایک دفعہ پھر میں  
اپنے ان خدشات کا اظہار کروں گی کیونکہ پہلے پانچ سالوں میں کچھ نہیں ہوا اور میں یہ چاہتی ہوں کہ  
اللہ کرے جیسے وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کروائی کہ انشاء اللہ دو ہفتے تک بہتر رزلٹ آئے گا۔  
اس کے ساتھ میں ان کی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!



جناب سپیکر: آپ ہیں محترمہ؟ (تھمتے)

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے اجازت مانگ رہا تھا جو میری بہن نے سوال کیا تھا اور رانا صاحب نے مطمئن کر دیا۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ تفتیش کے حوالے سے بہت اہم بات ہے، میں وزیر قانون صاحب کی توجہ بھی چاہوں گا کہ پولیس آرڈر 2002 کے مطابق investigation کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے مدعی اس میں رُل جاتا ہے، مر جاتا ہے لیکن investigation تبدیل نہیں کروا سکتا۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جن کا نمبر ہے، جن کا میں نے نام پکارا ہے، ذرا ان کو بولنے کا موقع دیں۔ آپ جو بات کریں رولز کے مطابق بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ رانا صاحب سے علیحدگی میں مل لیں وہ آپ کو سمجھا دیں گے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

شیخوپورہ، نامعلوم افراد کی فائرنگ سے دربار اللہ رکھا کے مجاور کا قتل

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 08-6-10 کو تھانہ صدر شیخوپورہ کے علاقہ کوٹ رنجیت موٹر وے پل ملحقہ دربار اللہ رکھا میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے مجاور عبدالکریم کو قتل کر دیا؟

(ب) کیا متعلقہ تھانہ نے اس قتل کی ایف۔آئی۔آر درج کر لی ہے؟

(ج) کیا متعلقہ تھانہ کی پولیس نے مذکورہ قتل کے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے، اگر نہیں تو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا؟ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ، جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ دربار اللہ رکھا پر بیٹھے ہوئے ایک شخص کریم بخش ولد وریام سکھ نارووال کو نامعلوم ملزمان نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 491 مورخہ 2008-6-9 جرم 302,324 تھانہ صدر شیخوپورہ میں درج ہو چکا ہے۔

(ج) زیر نگرانی ایس۔ پی انویسٹی گیشن، شیخوپورہ ملزمان کی تلاش جاری ہے۔ مشتبہ گان کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔ جلد نامعلوم ملزمان کو trace کر کے مقدمہ کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ بھی Law & order کے بارے میں ہی Call Attention Notice پر بات کر رہی تھیں اور بڑی detail کے ساتھ انہوں نے بات کی تو میرا بھی concern یہ ہے کہ ضلع شیخوپورہ بد قسمتی سے جرائم کے حوالے سے اس کا crime rate اتنا زیادہ اور alarming حد تک زیادہ ہے۔۔۔ جناب سپیکر: سارے ضلع کی بات نہ کریں۔ criminals کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں criminal کی ہی بات کر رہی تھی اور میں نے یہی کہا کہ ضلع کے اندر crime rate بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پولیس نے پچھلے پانچ سالوں کے اندر ضلع شیخوپورہ کو بالکل مجرموں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا تو مجھے امید ہے کہ وزیر قانون صاحب نے assurance دے دی ہے کہ اس قتل کا بھی جلد از جلد سراغ لگا لیا جائے گا۔ شکریہ

### تحریر استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریر استحقاق لیتے ہیں۔ مہر شاد احمد خان سیال صاحب کی تحریر استحقاق ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریر استحقاق مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ جی، مہر صاحب!

ڈی۔ ایم۔ ایس میو ہسپتال (لاہور) کا معزز رکن اسمبلی  
سے ناروا سلوک

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریر استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے آج مورخہ 2۔ جولائی کو بوقت 11۔45 دن کو مسٹر ظفر D.M.S میو ہسپتال کو ٹیلی فون کیا اور اس کے ساتھ مفاد عامہ کے حوالے سے چند اہم امور پر بات

کرنا چاہی تو موصوف D.M.S نے ٹیلی فون پر مجھے کہا کہ میں اس طرح کسی کی بات نہیں سنتا۔ میں نے کہا کہ فون پر آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں ایم۔پی۔اے ہوں۔ آپ بات سن لیں۔ اس پر انہوں نے مزید تلخ لہجے میں کہا کہ میں کسی M.P.A کو نہیں جانتا اور نہ ہی عوامی مفاد کے معاملات حل کرنا میری ذمہ داری ہے اور اس نے ہٹج کر فون بند کر دیا۔ میں نے دوبارہ متعدد مرتبہ وقفہ وقفہ سے فون پر بات کرنا چاہی تو موصوف آفیسر نے مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا اور اس کا P.A یہ کہہ کر ٹرختا کہ صاحب مصروف ہیں۔ موصوف D.M.S کے اس رویہ کے باعث میرا استحقاق محروم ہوا ہے۔ موصوف آفیسر بدتمیزی کے ساتھ معزز رکن کے ساتھ پیش آیا اور فون سننے سے انکاری ہوا۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پہلے تو فون attend ہی نہیں ہوتا۔ اگر فون مل جائے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ صاحب میٹنگ میں ہیں یا مصروف ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ آپ جا کر دفتر میں میری ان سے بات کروادیں۔ وہ کسی صورت بات کرنا ہی نہیں چاہتے تھے تو یہ لوگ کسی کا کام کیا کریں گے جب بات ہی کسی کی نہیں سننی لہذا میری یہ درخواست ہے کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو معاملہ اس تحریک کے ذریعے ایوان میں اٹھایا ہے تو موجودہ حکومت قطعی طور پر اس بات کو tolerate نہیں کرے گی کہ آفیسر ان نہ صرف یہ کہ وہ معزز ممبران کی بات سنیں بلکہ اس بات کو پوری اہمیت دیں اور لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان سے پوری پوری رہنمائی حاصل کریں۔ یہ واقعہ جو مراشتیاق صاحب نے ان سے فون پر بات کرنا چاہی اور جس طرح کارویہ انہوں نے اپنایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مہر صاحب نے جو یہ کہا ہے اس پر یعنی believe نہ کرنے کی کوئی reason میرے پاس موجود ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ میں اس تحریک کو oppose نہیں کرتا۔ آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: پہلے جو سیشن کمیٹی بنی ہوئی ہے تو یہ معاملہ بھی اسی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

### تحریر التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحریر التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک محترمہ فائزہ ملک صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

گورنمنٹ ہائی سکول گلبرگ کینٹ (لاہور) سے ملحقہ

سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ قیام پاکستان سے قبل کام کر رہا ہے۔ اس سکول اور کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود کے تعین کے لئے ایک 18 انچ موٹی دیوار بنائی گئی تھی۔ دیوار سے مشرق کی جانب کنٹونمنٹ بورڈ کی اراضی ہے اور دیوار کے مغرب کی جانب حکومت پنجاب کی اراضی ہے۔ مغرب والی اراضی حکومت پنجاب کی طرف سے مختلف لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ کی اراضی بھی الاٹ شدہ ہے مگر ایک قبضہ گروپ جس کی سرپرستی ایک سابقہ ممبر قومی اسمبلی اور ڈسٹرکٹ نائب ناظم کر رہے ہیں، نے سکول اور کنٹونمنٹ کی دیوار کو توڑ کر تین کوٹھیاں بنالیں۔ ہر دفعہ سکول کی انتظامیہ اور محکمہ تعلیم کے افسران نے متعلقہ ریونیو آفیسران کو مطلع کیا مگر انہوں نے اس قبضہ گروپ کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کی ہے بلکہ اس قبضہ گروپ نے علاقہ کے تھانہ کے ملازمین کو لالچ دے کر اپنے گروپ میں شامل کر لیا ہے۔ یہ قبضہ گروپ جب چاہتا ہے سکول میں آ جاتا ہے۔ لڑکوں اور ٹیچرز کو تنگ کرتا ہے۔ ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔ یہ قبضہ گروپ اس سکول کی مزید اراضی پر قبضہ کے لئے پرتول رہا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف اس علاقہ کی عوام میں بلکہ صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا مشکور ہوں کہ یہ معاملہ اس ایوان اور حکومت کے نوٹس میں لائی ہیں۔ اس میں محکمہ کا جو جواب آیا ہے اس میں محترمہ نے جو بات کی ہے وہ درست معلوم ہوتی ہے۔ میں اس جواب کا operative

portion پڑھ دیتا ہوں کہ گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول خسرو نمبر such & such رقبہ تعدادی 20 کنال موضع گورو مانگٹ پر واقع ہے۔ موضع گورو مانگٹ اور کنٹونمنٹ بورڈ کی حد فاصل قائم کرنے کی دیوار بنائی گئی تھی۔ 2004 کے دوران مسز زرقا حسن زوجہ سلیم حسن، اور شمیمہ ناز فاروق زوجہ فاروق امجد، یہ فاروق امجد غالباً سابق ایم۔ این۔ اے (ق) لیگ کے ہیں، یہ ان کا نام ہے، انہوں نے دیوار توڑ کر سکول کی سات مرلہ اراضی پر قبضہ کرتے ہوئے مکان تعمیر کر لیا۔ 2004-10-4 کو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)، ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور نے اس ناجائز تعمیر کو گرانے کے لئے احکامات جاری کئے جس پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر لاہور کینٹ مشینری وغیرہ لے کر کارروائی کے لئے پہنچا۔ موقع پر ضلعی ناظم، ضلعی نائب ناظم اور سابق رکن قومی اسمبلی فاروق امجد میر نے کارروائی نہ کرنے دی اور یہ جگہ خالی کرنے کے لئے دو دن کی ملت طلب کی۔ مسز زرقا حسن وغیرہ نے جگہ خالی کرنے کی بجائے عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کیا یہ دعویٰ تا حال زیر سماعت ہے آئندہ تاریخ پیشی 2008-7-15 مقرر ہے۔ محکمہ تعلیم دعویٰ ہذا کی پیروی کر رہا ہے۔ حکم امتناعی خارج ہونے پر سکول کی اراضی بلا تاخیر واکزار کرانے کے لئے کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہی ماں تک تو درست ہے کہ یہ لوگ نائب ڈسٹرکٹ ناظم بھی ہیں اور یہ ممبر قومی اسمبلی بھی رہے ہیں اور یہ کرتے کیا رہے ہیں؟ یہ کس طرح سے سرکاری اراضی سکولوں کی دیواریں توڑ کر اپنے مکان بناتے رہے اور قبضے کرتے رہے ہیں۔ محکمہ تعلیم کی بات اس حد تک تو تسلیم کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے دعویٰ دائر کر دیا اور اس کی پیروی کر رہے ہیں لیکن یہ ایک criminal offence تھا۔ کسی سرکاری ادارے کی اراضی کی دیوار توڑ کر قبضہ کرنا یہ صرف civil offence ہی نہیں ہے اور سول کورٹ کا ہی معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ criminal offence ہے اور محکمے کو چاہیے تھا کہ اسی وقت ان لوگوں کے خلاف criminal proceeding initiate کرتا اور مقدمہ درج کرواتا۔ میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں اس بات کا نوٹس لوں گا اور حکومت اس بات کا نوٹس لے گی اور جو proceeding چل رہی ہے اور دعویٰ وغیرہ چل رہا ہے اس میں stay order خارج کروانے کے لئے بھی ہم معاملہ expressed کروائیں گے اور ان لوگوں کے خلاف criminal action کو بھی within a few days initiate کروائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون کی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس معاملے پر بہت توجہ دی لیکن میری ابھی یہاں یہی گزارش ہے کہ ایک جمہوری حکومت کا تسلسل اور مضبوطی تب ہی قائم رہ سکتی ہے جب ہم اس طرح کے معاملات پر بھی توجہ دیں گے۔ یہ ایک کیس ہے جو ہم نے یہاں پیش کیا ہے، میرے علم میں ابھی کافی ساری ایسی باتیں مزید آئی ہیں جن میں متعلقہ محکمے یا پولیس involve ہے تو میری خواہش بھی یہی ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید بھی ہے کہ ہماری حکومت اس طرح کے قبضہ گروپوں کی سرکوبی بھی کرے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ بھی اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے اس میں خاص طور پر بچیوں کو تنگ کرنے کا ذکر کیا تھا۔ میں چاہوں گی کہ وزیر قانون وہاں پولیس کے افسران کو اگر ہدایت کر دیں کہ اس چیز پر نظر رکھیں اور آئندہ وہاں پر کوئی بھی ایسا واقعہ پیش نہ آئے تو میں اس کے لئے بھی ان کی بہت شکر گزار ہوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں وہاں پر جو متعلقہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہے اور جو اس ادارے کا سربراہ ہے میں ابھی محکمے کو ہدایت کروں گا کہ وہ ان کے خلاف criminal case رجسٹرڈ کرنے کے لئے proceed کریں اور اس سلسلے میں متعلقہ تھانے میں درخواست دیں اور اس پر کارروائی کروائیں۔ میں محترمہ سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ بھی اس معاملے پر پوری نظر رکھیں، اگر وہ یہ سمجھیں کہ وہاں پر proper action نہیں ہو رہا تو وہ دوبارہ میرے نوٹس میں لائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی ہے، وہ میرے خیال میں تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک بھی محترمہ نسیم لودھی کی ہے چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتیں اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

ایوان میں نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کے لئے

قواعد انضباط کار میں ترمیم کا مطالبہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! نعت رسول مقبول ﷺ ایوان میں پڑھنے کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ ہم اس کو لے کر آئے ہیں آپ شفقت فرمائیں، اس کو discuss کر لیں۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ بہت ضروری ہے، اس پر بات کی جائے اور نعت پڑھانے کو باقاعدہ طور پر قانون کی شکل میں لے آئیں۔ میرے خیال میں یہ سب سے اہم بات ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایجنڈے پر بھی ہے۔ جناب سپیکر: ہم اس وقت ایجنڈے کے مطابق چل رہے ہیں، اگر وہ آج ایجنڈے پر آجائے گی تو

well and good

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کو out of turn بھی لیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمیں اس پر insist نہیں کرنا چاہیے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! حضور ﷺ کی شان میں نعت پڑھنے سے زیادہ اہم اور کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: میری بات سن لیں، کیا آپ میری بات سننا پسند کرتے ہیں؟ جو آپ out of turn والی بات فرما رہے ہیں مجھے ذرا اس بارے میں وزیر قانون سے پوچھنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کی نعت سے اہم مسئلہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس سے اہم مسئلہ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہو سکتا ہے اور آپ ﷺ کی حدیث ہو سکتی ہے اور جوانوں نے اپنی زندگی میں جیسے فرمایا وہ ہو سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس معاملے پر ابھی legislation ہوتی ہے اور اس میں ابھی rules amend ہونے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی یہ معاملہ تو ہو رہا ہے اور ہر اجلاس میں تلاوت قرآن پاک کے بعد نعت خوانی ہو رہی ہے اور آج بھی ہوئی ہے، اس سے پہلے اجلاس میں بھی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں emergency والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Please اس کو آپ issue نہ بنائیں۔ براہ مہربانی ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ جو ہم نے پہلے دن بات کر لی ہے وہ روایت انشاء اللہ قائم ہے اور اس کو کوئی خارج نہیں کر سکتا۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جب اس کو ایجنڈے پر رکھا ہوا ہے اس کو out of turn لے لیں۔ یہ ہم rules میں amend کرنے کے لئے put کر رہے ہیں، آپ ہاؤس سے رائے لیں، اگر ہاؤس نہیں چاہتا تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس پر بحث کریں؟

جناب سپیکر: کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو یہ نہ چاہے۔ آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں؟ وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو آج کا ایجنڈا ہے وہ سارا اہم ہے اور ہم اس کو لے رہے ہیں اور اس کو take up کر رہے ہیں اس میں کوئی ایسی بات تو ہے نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: رانا صاحب! Suppose اگر وہاں تک باری نہیں پہنچتی پھر کیا کریں گے؟ وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ اس تک باری ضرور پہنچے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کو ہمارے بھائی rules amend کر کے لانا چاہتے ہیں وہ تو آچکی ہے۔ ہم نے تو اس پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے اب اس پر کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ یہ ختم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کو کوئی ختم کر سکتا ہے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جب یہ ایجنڈے پر آچکی ہے تو اس پر رائے لینے میں کیا حرج ہے؟ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے تو ہم وقت ضائع کر رہے ہیں اتنے بڑے کام کے لئے ہم وقت نہیں نکال سکتے؟ جب سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے ہم کیا کر رہے ہیں، ہم نے کیا business کیا، ہم نے کیا rules بنائے ہیں اور کیا قانون سازی کی ہے، ہم نے کیا غریبوں کے لئے کیا ہے، جو وعدے کئے تھے وہ ہم نے پورے کئے ہیں؟ یہ اتنا بڑا کام ہے ہماری اس حکومت کو مفت میں credit مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ صرف بولنا ہی مناسب سمجھتے ہیں تو پھر آپ کی مرضی ہے۔ میں نے جب آپ کو کہہ دیا ہے کہ اس کو کوئی بھی undo نہیں کر پائے گا چاہے وہاں تک ایجنڈا پہنچے یا نہ پہنچے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!



جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں rules amend کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔ اگر وزیر قانون یہ سمجھتے ہیں کہ آج immediately اس پر رائے شماری نہیں ہونی چاہیے تو پھر اس پر کمیٹی بنانے کا ممبران کی طرف سے متفقہ مطالبہ جائز ہے اور آپ نے جو رولنگ دی ہے کہ اسے کوئی reverse نہیں کر پائے گا تو میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک rules amend نہیں کئے جائیں گے تو پھر convention کو promote کیا جائے گا۔ ہمیشہ سے اس ایوان کی یہ درخشاں روایت رہی ہے کہ اگر ہاؤس کی اکثریت rules amend کرنا چاہے تو کر سکتی ہے کیونکہ یہ کوئی آسانی صحیفہ نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے predecessors کے بنائے ہوئے rules ہیں جنہیں کسی بھی وقت amend کیا جا سکتا ہے۔ لہذا میں استدعا کروں گا کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت ہمارے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے اس لئے ہم چاہیں گے کہ اس میں rules amend کر کے اس معزز ایوان کی for all time to come in future روایت بنا دی جائے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ زوبیہ رباب ملک : جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کارپیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: That issue be completed اس کے بعد محترمہ تحریک پیش کر لیں گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ rules amend کرنے کا معاملہ ہے اور اس کے لئے ایک طریق کار طے ہے، اگر ہم اس سے ہٹ کر یہ سلسلہ شروع کریں گے تو پھر یہ اور معاملات میں بھی مثال بنے گا۔ ابھی تحریک التوائے کار کے ٹائم میں کوئی دس پندرہ منٹ رہتے ہیں اس کے بعد private member's business ہے، یہ معاملہ بھی اس میں ہے اور یہ آج ہی take up ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

## تحریر ایک التوائے کار

(۔۔۔ جاری)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

## سلاٹر ہاؤس (لاہور) میں مردہ جانوروں کے گوشت کی فروخت

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ”جنگ“ مورخہ 14۔ جون 2008 میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ”سلاٹر ہاؤس سے مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کرنے کا انکشاف۔“ تفصیل یوں ہے کہ لاہور سلاٹر ہاؤس مردہ جانوروں کا گوشت فروخت کر رہا ہے۔ ویٹرنری یونیورسٹی نے لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا تو معلوم ہوا کہ لیبارٹری میں چودہ نمونے بھجوائے گئے تھے بیشتر کا گوشت مردہ ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اس کا فوری حل ضروری ہے۔ اس سے لاہور کے شہریوں میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متعلقہ اتھارٹی کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ سلاٹر ہاؤس میں slaughtering کے لئے آنے والے جانوروں کو ہسپتال و معائنہ کر کے سلاٹر ہاؤس میں داخل کیا جاتا ہے۔ چیکنگ کے لئے محکمہ لائیو سٹاک سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے ویٹرنری آفیسرز تعینات ہیں جو غیر قانونی slaughtering کی روک تھام کے ذمہ دار ہیں۔ اس کے علاوہ ڈی۔ سی۔ او کی جانب سے غیر قانونی slaughtering کی روک تھام کے لئے سکواڈ بنائے گئے ہیں جو اکثر اوقات سلاٹر ہاؤس اور اس کے علاوہ غیر قانونی slaughtering کی روک تھام کے لئے کارروائی کرتے ہیں۔ عملہ ٹی۔ ایم۔ اے اقبال ٹاؤن ویٹرنری افسران سے پاس ہو کر slaughtering کے لئے سلاٹر ہاؤس میں داخل ہونے والے جانوروں پر منظور شدہ شیڈول کے مطابق slaughtering فیس وصول کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔ چونکہ اس تحریک التوائے کار کی محرک مطمئن ہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ اگلی تحریک التوائے کار بھی آپ کی طرف سے ہے اور تیسری بھی آپ ہی کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

فاروق گنج مصری شاہ (لاہور) میں ڈاکوؤں کی فائرنگ

سے لیبر ٹھیکیدار ہلاک

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ”جنگ“ مورخہ 14۔ جون 2008 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ”فاروق گنج میں مزاحمت پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے لیبر ٹھیکیدار ہلاک“۔ تفصیل یوں ہے کہ مصری شاہ کے علاقے فاروق گنج میں تین ڈاکوؤں نے لوہے کے گودام میں لیبر ٹھیکیدار کو مزاحمت کرنے پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ ڈاکو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ڈکیتی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے باعث صوبائی دارالحکومت میں امن و عامہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ پولیس تماشائی بن کر رہ گئی ہے۔ یہ صورتحال اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ایک specific معاملے کے متعلق ہے اور ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اسے اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرمادیں۔

اسامہ ہلاک نشتر کالونی (لاہور) میں بچی کا اغواء برائے تاوان

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ جی، محترمہ اگلی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے

کہ روزنامہ ”جنگ“ مورخہ 14۔ جون 2008 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ”30 لاکھ تاوان کے لئے اغواء ہونے والی پانچ سالہ بچی کا سراغ نہ مل سکا۔“ تفصیل یوں ہے کہ نشتر کالونی کے علاقہ اسامہ بلاک میں تین روز قبل اغواء ہونے والی بچی کا تاحال سراغ نہ مل سکا۔ معوی کے والد نے انوسٹی گیشن انچارج کو بلایا تو اغواء کنندگان سے جو deal چل رہی تھی وہ بھی بند ہو گئی اور بچی کا بھی کچھ پتا نہیں چلا۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کوئی بھی ممبر دوسے زیادہ تحریک پیش نہیں کر سکتا لیکن یہ بی بی کی تیسری تحریک ہے لہذا یہ ہاؤس میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

جناب سپیکر: بی بی! ذرا آپ قواعد و ضوابط پڑھیں اس میں پابندی نہیں ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: لاہور شہر میں اغواء برائے تاوان کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے صوبائی دارالحکومت محفوظ نہ ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending فرمادیں چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ جناب وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو pending کر دیا گیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

لاہور میں جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیز کی بھرمار

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والی ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے ایک موقر اخبار مورخہ 26۔ مئی 2008 کی خبر کے مطابق ”لاہور شہر اور اس کے گرد و نواح میں کھمبیوں کی طرح اگنے والی جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ لاہور میں تقریباً 103 غیر منظور شدہ سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں جنہوں نے ایل۔ ڈی۔ اے سے منظور شدہ نقشے کی خلاف ورزی کی ہے اور پارکس، سکول مسجد سڑک، قبرستان کی مخصوص جگہوں کو غیر قانونی طور پر فروخت کر دیا ہے اور سڑکوں کے لئے مختص زمین کو کم کر کے نقشے کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیاں لوگوں کے ساتھ دھوکا اور فراڈ کر رہی ہیں اور ان کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہیں اور لوگوں کو سوسائٹی میں ملنے والی سہولیات بھی فراہم نہیں کی جا رہیں۔ معصوم عوام کو ان سوسائٹیوں کے مالکان کے ہتھکنڈوں سے بچایا جائے۔“ اس تمام صورتحال کے پیش نظر عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ ہاؤسنگ سے متعلق ہے اور مجھے افسوس ہے کہ یہ تحریک التوائے کار 16۔ جون کو داخل کی گئی ہے لیکن مجھے نے ابھی تک اس کا جواب نہیں بھیجا میں آپ سے بھی گزارش کروں گا اور خود بھی اس بات کو یقینی بناؤں گا اور متعلقہ محکموں سے اس بات کا notice لیں گے کہ دوبارہ اس قسم کی کوتاہی نہ کی جائے۔ چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! ایک تو گزارش یہ ہے کہ تمام محکمہ جات کو ہدایت فرمائیں کہ جو سوالات یہاں سے جاتے ہیں ان کے جوابات اگر specified time میں نہ آئیں گے تو ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا تو سر دست یہ تحریک pending کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک public interest کا issue ہے اور عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بڑی مہربانی کی ہے کہ وہ اس پر تحریک التوائے کاروائی ہیں لیکن اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اجلاس کے بارے میں یہ ہے کہ it is likely to be adjourned for unlimited time. اگر اس پر کمیٹی بنادی جائے تو اس سے بہتر out put مل سکتی ہے۔ یہ لاہور کے suburbs میں ایسا issue ہے کہ جس پر نوٹس لینا بہت ضروری ہے۔ I would be grateful.

جناب سپیکر: ایک بات جس پر سپیکر کی طرف سے ruling آ جائے میرے خیال میں آپ کو دوبارہ اس پر بات نہیں کرنی چاہیے۔ آپ اس معزز ہاؤس کے ممبر ہیں اور ماشاء اللہ ایڈووکیٹ بھی ہیں، پڑھے لکھے بھی ہیں اس سے زیادہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں؟ جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! I was about to point out لیکن آپ نے immediately ruling دے دی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو اسی وقت point out کرنا چاہیے تھا۔ جب ruling آچکی تو اس کے بعد آپ بولے ہیں۔ Sorry for this.

شیخ علاؤ الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کے اندر جو time out ہے۔ پندرہ بیس منٹ جو دوسرے معزز ممبران نے نعت کے مسئلہ پر لئے ہیں اور میں اس ایوان کے notice میں بنک آف پنجاب کا معاملہ لانا چاہتا ہوں۔ یہ ایک اہم معاملہ ہے اور اسی طرح یہ ہاؤس اگر adjourn ہو گیا تو یہ رہ جائے گا۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ میں اس ایوان کی توجہ بھی چاہتا ہوں اور آپ کی توجہ بھی چاہتا ہوں کہ بنک آف پنجاب کے معاملات میں ہو کیا رہا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جو time out ہوا ہے کم از کم آپ اتنا time extend کر دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ابھی شاید آپ کی باری آ جائے میں کہہ نہیں سکتا۔ ابھی میں کارروائی کو آگے لے کر چل رہا ہوں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی ایک اور تحریک ہے چونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے ہم اس کو dispose کرتے ہیں۔ آگے طاہر احمد سندھو صاحب کی تحریک ہے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مرا اعجاز احمد اچلانہ کو بات کر لینے دیں۔ ان کی بات سنیں۔

**MEHR IJAZ AHMAD ACHLANA:** Mr. Speaker! Thank you very much.

جناب سپیکر: یہ آپ مجھے dictate کروا رہے ہیں؟ kindly آپ مجھے بتائیں کہ یہ مجھے address کر رہے ہیں یا آپ کو کر رہے ہیں؟ Gentleman! Be careful in future.

مہراجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ہمارے معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

مہراجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ نعت کے مسئلے میں انہوں نے Time waste کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس بات کو بار بار کیوں چھیڑ رہے ہیں؟ جو بات ایک دفعہ ہو گئی ہے اس کو کیوں دہرا رہے ہیں؟

مہراجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ دونوں تشریف رکھیں۔ میں نے سندھو صاحب کو floor دیا ہے۔ میری درخواست سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں نے time out کا لفظ استعمال کیا ہے، میں نے time waste نہیں کہا۔ آپ ریکارڈ چیک کر والیں۔ انہوں نے مجھ پر بہت بڑا الزام لگایا ہے۔ اس معزز ممبر کو time out اور time waste کا فرق معلوم نہیں ہے۔ میں نے تو time waste کا لفظ استعمال ہی نہیں کیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے floor سندھو صاحب کو دیا ہے۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ شیخ علاؤ الدین صاحب کوئی ایسی بات نہیں کر سکتے اور نہ ان کا کوئی ایسا ارادہ ہے۔ جی، سندھو صاحب! Please carry on! آپ اپنی تحریک اتوائے کار نمبر 293 پیش کریں۔

شوگر ملز مالکان کے گنے کے کاشتکاروں پر مظالم

**MR. TAHIR AHMED SINDHU:** I move that the business of the House be ajourned to discuss a matter of urgent and important nature. That matter is that the farmers in the previous sugarcane crushing season have to go through the pain, agony and sufferings of corruption and misuse of powers on the part of the sugar mills owners. The farmers had to bear the brunt of under weighing of sugarcane, arbitrary deductions on the pretext of less content of sugar level in the sugarcane and the non-payment of the price of sugarcane to the farmers. The farmers are constrained to hover around from post to pillar in utter helplessness. There is a lot of restlessness and resentment amongst the general public and the farmers believe that they are not being dealt with justice and are going to be deprived of their lawful and vested rights by the sugar mills owners. This state of affairs is playing havoc with the right of the general public especially the farmers. That the penalty clauses are not being invoked invariably rather there is a routine not to impose penalty for the default of the sugar mills owners which lends encouragement to the sugar mills owners and they do not care of the rights of the public and deal with them capriciously on their own whims and wishes. The situation is worst especially in districts of Sargodha and Mandi Bahauddin. This Important matter may be discussed in the Assembly. It is, therefore, requested that discussion on my adjournment motion be allowed declaring the same in Order. Thank you very much your honour.[\*\*\*\*\*]

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن آپ سے پوچھے بغیر، آپ کی اجازت لئے بغیر کوئی دوسری تحریک کیسے پڑھ سکتے ہیں، کوئی motion کیسے move کر سکتے ہیں؟ یہ کس کی اجازت سے، کس Rule کے تحت اور کیا پڑھ رہے ہیں؟



**MR. TAHIR AHMED SINDHU: [\*\*\*\*\*]**

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: یہ رولز کی violation کر رہے ہیں۔ انھوں نے آپ سے پوچھا نہیں۔  
ہاؤس سے اجازت نہیں لی۔

**MR. TAHIR AHMED SINDHU: Mr. Speaker! [\*\*\*\*\*]**

جناب سپیکر: آپ کو Adjournment Motion پڑھنے کے لئے کہا تھا، آپ آگے کیا کر رہے  
ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایسہ دالگا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، دائیں لگن دیاں گے فکر نہ کرو۔

**MR. TAHIR AHMED SINDHU: [\*\*\*\*\*]**

جناب سپیکر: جہاں تک ان کی Adjournment Motion کا تعلق ہے تو اس کو قائم رہنے  
دیں گے۔ باقی کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

### غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج  
ذیل کارروائی ہے:-

1۔ مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے۔

2۔ مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں۔

3۔ متفرق تحریک۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری تحریک کے بعد والا حصہ تو آپ نے  
delete کروا دیا ہے لیکن میری تحریک کے بارے میں تو کچھ فرمادیں۔ اس کا جواب تو وزیر قانون کو  
دینے دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں ایجنڈے پر آگے جا رہا ہوں تو وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کا جواب آپ  
کے پاس آگیا ہے یا نہیں؟

\* نجم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا جواب میرے پاس موجود ہے یہ agriculture سے متعلقہ ہے اور Agriculture Minister بھی یہاں پر موجود ہیں تو اس issue کو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ مناسب طریقے سے حل کر لیا جائے کیونکہ یہ farmers کی payment کا مسئلہ ہے۔ یہ بہتر طریقے سے resolve ہو جائے گا اگر محترم جو اس Adjournment Motion کے mover ہیں وہ Agriculture Minister صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں بھی ان کی مدد کر دوں گا اور اس issue کو resolve کر دیں گے اس کا جو جواب ہے اس کا تھوڑا سا حصہ میں پڑھ دیتا ہوں، اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔

Office of Sugarcane Commissioner is trying utmost to address the issue of outstanding payments to the growers by the convening meeting with the sugar mills and the representatives of sugarcane growers. There are four sugar mills in Sargodha District and two sugar mills in Mandi Bah-ud-din district. Office of the Sugarcane Commissioner received only four complaints regarding non-payments of the sugarcane dues concerning National Sugar Mills Sargodha. Legal notices were issued to the concern sugar mills. The farmers, however, without waiting for the results of legal proceedings initiated by the Cane Commissioner Punjab preferred filing writ petition in the Lahore High Court, Lahore which is pending for their adjudicative decision.

تو اس میں یہ ہے کہ farmers ہائی کورٹ میں چلے گئے ہیں دوسری طرف cane commissioner نے proceedings initiate کی ہیں تو میرا خیال ہے کہ اگر اس طرح کی ایک meeting ہو جائے تو یہ معاملہ بہتر طور پر resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ private meeting کر لیں کیونکہ sub-judice matter کو discuss کرنا مناسب نہیں لگتا۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب والا! پھر میری تحریک کو آپ pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں اس کو pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں relevancy جو ہے وہ Agriculture Minister کے ساتھ ساتھ Food Minister کی بھی ہے تو یہ دونوں Ministers اس میں شامل ہوں گے۔ اس پر ایک meeting کر کے اس مسئلے کو resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر خوراک بھی اس میں شامل ہوں گے۔

محترمہ آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ بٹر صاحبہ!

MRS AMNA BUTTAR: Thank you Mr. Speaker!

میں یہ کہنا چاہوں گی کہ معزز رکن نے جس طرح bluntly ہاؤس کے rules کو ignore کیا ہے۔ ہم بار بار قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں اور Law and Order کی بات کرتے ہیں اور پھر ہم اسی law and order کو خود ignore کرتے ہیں۔ ہم عوام کو کیا پیغام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک ان کی بات قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اس حد تک ہی رہے گا اس کے بعد delete ہو جائے گا۔

قواعد کی معطلی کی تحریک  
قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997  
میں ترمیم کی اجازت کی تحریک

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 under rule 244-A of the said Rules.

جی، طاہر محمود ہندلی صاحب!

جناب طاہر محمود ہندلی: جناب سپیکر میں قواعد انضباط کار میں ترمیم کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے

تحت قواعد 132 اور 115 کو معطل کر کے رولز ہذا میں ترمیم کی تحریک پیش

کرنے کی اجازت دی جائے۔“

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے

تحت قواعد 132 اور 115 کو معطل کر کے رولز ہذا میں ترمیم کی تحریک پیش

کرنے کی اجازت دی جائے۔“

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے

تحت قواعد 132 اور 115 کو معطل کر کے رولز ہذا میں ترمیم کی تحریک پیش

کرنے کی اجازت دی جائے۔“

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب طاہر محمود ہندلی کی طرف سے قواعد کو معطل کر کے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہی گئی ہے کوئی اس سے اختلاف تو نہیں کرتا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے وہ rules کو amend کرنے کی تحریک تو پیش کریں۔ اس کے بعد اجازت دے دیں۔

قواعد انضباط کار صوبائی پنجاب 1997 کے قاعدہ 24

کے ذیلی قاعدہ 3 میں ترمیم کی تحریک

جناب سپیکر: ایجنڈے کی ترتیب سے ہم نے اجازت دے دی ہے۔

Now we take up the motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. Mr. Tahir Mehmood Hundali has given notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

The proposed amendment is as under:

That for sub rule (3) of rule 24 of the rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. The following may be substituted:-

“(3) A sitting of the Assembly shall commence with recitation from the Holy Quran followed by Urdu translation, after which a Naat in praise of the Holy Prophet (PBUH) may also be recited.”

Mr. Tahir Mehmood Hundali may move the motion for leave of the Assembly.

طاہر محمود ہندلی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں تحریک نعت رسول مقبول ﷺ پیش کر سکوں۔ میں ہاؤس کے

سامنے تلاوت قرآن پاک کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ پڑھنے کے لئے جناب کے پاس تحریک پیش کرتا ہوں اور میری استدعا ہے کہ اسے پاس کر کے اس کے متعلق باقاعدہ ruling دی جائے تاکہ تلاوت کلام پاک کے بعد نعت رسول ﷺ ہمیشہ کے لئے ہاؤس میں پڑھی جائے۔

That for sub rule (3) of rule 24 of the rules of the Procedure of Provincial Assembly of the Punjab, 1997. The following may be substituted:-

“(3) A sitting of the Assembly shall commence with recitation from the Holy Quran followed by Urdu translation, after which a Naat in praise of the Holy Prophet (P.B.U.H) may also be recited.”

**MR. SPEKAER:** The motion is moved and the question is that have be granted to proposed amendment to Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس کو oppose نہیں کرتا اس کو آپ کمیٹی کو refer کر دیں اس کے بعد جو رپورٹ آئے گی۔۔۔

ملک نوشیر خان لنگڑیاں: جناب والا! اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہماری حکومت کو بھی یہ credit جانے دیں کہ ہم نے نعت رسول مقبول ﷺ شروع کروائی تھی۔ اس سے پہلے اسمبلی میں کوئی جرات نہیں کر سکا۔ کیا یہ کمیٹی والا معاملہ ہے؟ کمیٹی میں تو وہ معاملہ جاتا ہے۔ جہاں کوئی سوچنے والی بات ہو۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ خود کچھ خیال کریں۔ آپ کی بات مناسب نہیں ہے۔ ابھی rules میں amendment ہوئی ہے۔ (قطع کلام)

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب والا! آپ اس کو ایوان سے منظور کروائیں ورنہ سارا House walkout کرے گا۔ آپ کو اس پر رولنگ دینی چاہئے اور ابھی دینی چاہئے۔ اس میں ہمیں کسی صورت میں التواء گوارا ہی نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ میری ہمدردیاں مکمل طور پر آپ کے ساتھ ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے خصوصی طور پر request کروں گا کہ یہ بڑا touchy معاملہ ہے لہذا آپ مہربانی فرمائیں اور میرا خیال ہے کہ مجھے اس کی اجازت دے دینی چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی تشریف رکھیں اور میری بات سن لیں اگر اس کے بعد بھی ان کا یہی مطالبہ ہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ میرے بھائی یہ چاہتے ہیں کہ اجلاس کی sitting سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت ہو، اردو ترجمہ ہو اور اس کے بعد نعت پاک پڑھی جائے۔ اب اس میں یہ ہے کہ اس میں اگر تو کوئی رکاوٹ ہو۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): پھر تو اس قسم کی urgency یا اس قسم کا جذباتی پن سمجھ آتا ہے۔ آخر اس نے rules کا حصہ بننا ہے اس کی proper drafting اور proper wording کے لئے اس کا کمیٹی میں جانا ضروری ہے۔ ہم تو اس کو oppose ہی نہیں کر رہے۔ آپ نے بعد میں بھی rules کو amend کرنا ہے تو یہ اس کے لئے ایک proper form, proper drafting and proper wording ہو جائے گی اور آپ جو نیکی اور ثواب چاہتے ہیں وہ تو already ہو رہا ہے اس میں تو کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جب ہاؤس پاس کر دے گا تو اس کے بعد proper طریقے سے یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ ایک ایسا نیک کام ہے اس میں جان بوجھ کر۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کی کوئی مخالفت نہیں کر رہا۔ آپ بلاوجہ اس کو مخالفت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنا اللہ خان): میں اپنے بھائی کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر کل اجلاس ہوتا ہے یا اس کے بعد جب بھی اجلاس ہوتا ہے اس اجلاس میں نعت پاک بھی پڑھی

جائے گی اور کمیٹی اس کی نوک پلک ٹھیک کر کے یہ رپورٹ بھی پیش کر دے گی۔ اس میں قطعی طور پر کوئی delay نہیں ہوگی، کوئی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ آپ یہ سمجھیں ہم تو آپ کی بات کو اس سے پہلے تسلیم کر چکے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس قسم کی haziness کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ تمام حضرات بولنا چاہتے ہیں یا ایک بولنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں اعجاز صاحب کی بات سن لی جائے۔ میں نے انہیں پہلے دیکھ لیا تھا میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں، میں ان کی بات سن لوں، پھر آپ کی بھی سنتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جناب لاء منسٹر نے ابھی جو کہا ہے کہ اس کی drafting ہونی ہے، جب آپ amend rules فرما دیتے ہیں تو روایت یہی ہے کہ اس کے بعد ریکارڈ کا حصہ بنتے ہیں تو میرا نہیں خیال ہے کہ یہ for the adjournment this is a possible ground instead of keeping the matter in postponement we would humbly request to dispose it at the moment.

**MR. SPEAKER:** I should do it gratefully.

**MR. IJAZ AHMAD KHAN:** Very right sir. Thank you very much.

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے opportunity provide کی۔ نبی پاک ﷺ عالی مرتبت جن پر پوری کائنات قربان ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: میں اس matter کو کمیٹی کی طرف refer کر رہا ہوں اگر آپ ایسی بات کرنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، آپ کرتے رہیں۔ ہم غلط نہیں کر رہے۔ ہم نے اجازت دی ہوئی ہے۔ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)



اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

جناب سپیکر: اب میں جناب گورنر کے آرڈرز پر پڑھتا ہوں۔

**No.PAP-Legis-1(36)/2008/1165.3<sup>rd</sup> July 2008.**The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

“In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the session of the Provincial Assembly w.e.f. July 3, 2008 on the conclusion of the sitting of the Assembly on that day.

**Dated Lahore, the  
3<sup>rd</sup> July 2008**

**SALMAAN TASEER  
GOVERNOR OF THE PUNJAB”**